اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ

حضرو

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

شمارہ نمبر

11

نضر الله امرأً سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

اپریل
2005ء
صفر ۱۴۲۶ھ

- صراط مستقیم کا واحد ذریعہ۔۔۔ ؟
- رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت:
- أخبار الفقهاء و المحدثين ؟
- حديث من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة کی تحقیق
- مسجد میں میت کا اعلان اور اطلاع ؟
- جس دور پہ نازاں تھی دنیا !

مکتبۃ الحدیث

حضرو، اٹک : پاکستان

احسن الحدیث

حافظ ندیم ظہیر

صراط مستقیم کا واحد ذریعہ۔۔۔؟

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾

اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے۔ نہ ہی تماری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے بنایا ہے۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں مگر اللہ حقیقی بات کہتا ہے اور وہی صحیح راہ دکھاتا ہے ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ اللہ کے ہاں یہی انصاف کی بات ہے۔ [الاحزاب:۴]

فقہ القرآن:

(1) انسان کے جسم میں مرکز ''دل'' ہے لہذا وضاحت فرما دی کہ دل ایک ہی ہے اور ایک ہی وقت میں آدمی دو متضاد نظریوں اور متضاد عقیدوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

(2) اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ماں کہہ دے یا ماں (بہن) سے تشبیہ دے دے تو اسے ظہار کہتے ہیں۔ ظہار سے مطلقاً عورت خاوند پر حرام نہیں ہوتی جیسا کہ جاہلیت میں مروج تھا بلکہ ظہار (بیوی کو ماں وغیرہ کہنا) ایک کبیرہ گناہ ہے۔ جو شخص اس کا ارتکاب کر بیٹھے وہ بطورِ کفارہ: ایک غلام آزاد کرے یا عدمِ استطاعت کی صورت میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا پھر عدم استطاعت کی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ [دیکھئے سورۃ المجادلۃ:۳،۴]

(3) منہ بولا بیٹا (متبنّٰی) حقیقی بیٹے کا مقام حاصل نہیں کرسکتا اور نہ دونوں وراثت میں ایک دوسرے کے حقدار ہیں نیز متبنّٰی سے عورتیں ویسے ہی پردہ کریں گی جیسے دیگر غیر محرم حضرات سے پردہ کیا جاتا ہے۔

(4) صراط مستقیم کا واحد ذریعہ قرآن وحدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (سنت) ہے۔ [مسلم: ۸۶۷] واضح رہے کہ حدیث قرآن مجید کی تشریح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل (یعنی حدیث) دی گئی ہے۔ [ابوداؤد: ۴۶۰۴]

(5) منہ بولے بیٹے کی نسبت حقیقی باپ کی طرف ہونی چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے (سگے) باپ کے علاوہ کسی دوسرے (آدمی) کی طرف کرتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ [بخاری: ۶۷۶۶]

نوٹ: آیات کا ترجمہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ کی تفسیر ''تیسیر القرآن'' سے لیا جاتا ہے۔

کلمۃ الحدیث

حافظ ندیم ظہیر

جس دور پہ نازاں تھی دنیا!

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ''اولاد بہت بڑی نعمت ہے'' لیکن کب؟ جب والدین تربیت و پرورش کی بھٹی سے گزار کر اسے ایسا کندن بنائیں کہ وہ جس مقام پر بھی ہو ظلمت و تاریکی اس کی تاب نہ لا سکے۔ ایسی اولاد نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی نجات کا ذریعہ ہے اور اس کے برعکس دونوں جہانوں میں زحمت ہی زحمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے اُن میں سے ایک ''ولد صالح یدعولہ'' نیک صالح اولاد ہے (جو اس کے مرنے کے بعد) اس کے لیے دعا کرتی ہے۔ (مسلم:۱۶۳۱) لیکن موجودہ دور میں والدین (Status کے چکر میں) اس انداز سے چکرا چکے ہیں کہ ہر ایک کی یہی کوشش ہے کہ ہماری اولاد دنیاوی فنون سیکھ کر کسی بڑی پوزیشن (Great Post) پر براجمان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے سامنے بے بس و مجبور اور ان کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پر سر تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے بھولے ہوئے اسباق کو مزید بھولائے جا رہے ہیں اور سلف صالحین کے طریقہ کو چھوڑ کر اغیار کی نقالی و تقلید کو قابلِ فخر سمجھ رہے ہیں۔ آہ:

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے　　اوروں کی کہانی یاد رہی اپنا افسانہ بھول گئے

آج: کتنے ہی ایسے امور معاصی ہیں جنہیں والدین اپنی اولاد میں واضح محسوس کرتے ہیں لیکن صرف یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ ''ابھی بچے ہیں خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے'' ان امور کا تعلق ظاہر سے ہو جیسے کہ لڑکوں کا حلیہ لڑکیوں جیسا یا پھر لڑکیوں کا تنگ و باریک کپڑے پہن کر بے پردہ بازار میں گھومنا وغیرہ خواہ باطن سے جیسے بغض و حسد اور جھوٹ وغیرہ بلکہ نماز جیسے اہم مسئلہ میں بھی اس قدر سستی و کوتاہی ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **بین الرجل و بین الشرک والکفر ترک الصلاۃ** آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ (مسلم:۸۲)

تربیت اولاد کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی حکم فرمایا: **مروا أولادکم بالصلاۃ** ۔ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور اگر دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں) تو انھیں مارو۔ (ابوداود:۴۹۵)

قارئین کرام! غیروں سے مرعوب ہو کر اپنی اولاد کو بے لگام مت چھوڑیئے اسلام کا مطالعہ کیجئے اور صحیح اسلامی نہج پر اپنی اولاد کی تربیت کریں کہیں غفلت کی بنا پر اس آیت کا مصداق نہ بن جائیں! ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ (المنافقون:۹)

فقه الحدیث حافظ زبیر علی زئی

مشرکین سے قتال

أضواء المصابيح فی تحقيق مشكوة المصابيح

(١٢) وعن ابن عمر رضي الله عنهما ، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : ''أمرت أن أقاتل الناس حتی يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ، ويقيموا الصلاة ، ويؤتوا الزكاة ، فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماء هم وأموالهم إلا بحق الإسلام ، وحسابهم على الله'' متفق عليه . إلا أن مسلماً لم يذكر : ''إلا بحق الإسلام''

(عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کریں، نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، جب وہ ایسا کرلیں تو ان کے خون (جانیں) اور اموال میرے نزدیک محفوظ رہیں گے سوائے حقِ اسلام کے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، متفق علیہ، سوائے یہ کہ صحیح مسلم میں ''سوائے حقِ اسلام کے'' نہیں ہے۔ (البخاری: ۲۵ و مسلم: ۲۲/۳۶[۱۲۹])

فقہ الحدیث:

۱: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ شہادت: لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کے بعد، نماز اور زکوۃ، دینِ اسلام کے دو انتہائی اہم ارکان ہیں۔ ان ارکان کی ادائیگی کے بعد ہی لوگوں کی جانیں اور مال محفوظ رہ سکتے ہیں، ورنہ ان کے خلاف بزورِ طاقت جہاد کیا جائے گا۔

۲: اسلام کے احکام ظاہر پر مبنی ہیں۔ اگر کسی شخص نے ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا۔ اور بظاہر ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہوا۔ نواقضِ اسلام کا ارتکاب نہیں کیا تو اسے دنیا میں اہلِ اسلام کے تمام حقوق حاصل ہوں گے۔ اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر باطن میں وہ کافر و منافق ہوا تو قیامت کے دن یہ ظاہری اسلام اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ دیکھئے مشکوۃ مترجم ج ا ص ۱۲۴ مع فوائد غزنویہ (بتصرف یسیر)

۳: اُمرتُ (مجھے حکم دیا گیا) کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سوا، کوئی حکم دینے والا نہیں ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830366

۴: اس حدیث میں نماز سے مراد فرض نماز ہے۔ امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ کی طرف یہ مذہب منسوب ہے کہ جان بوجھ کر، بغیر کسی شرعی عذر کے فرض نماز ترک کرنے والے کو، اس کی حد میں قتل کیا جائے گا۔ جبکہ امام احمد سے منسوب ہے کہ اس تارکِ نماز کو کفر اور ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اور اس آخری قول کے استدلال میں نظر ہے، دیکھئے مرعاۃ المفاتیح (۱/۵۹)

۵: بحق الاسلام سے مراد وہ تمام امور ہیں جن کی سزا اسلام میں قتل ہے مثلاً (۱) شادی شدہ زانی کا سنگسار ہونا (۲) قتل کا بدلہ قتل: قصاص (۳) مسلمان کا مرتد ہو جانا، وغیرہ جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۶: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان حاکم کو اجازت ہے کہ وہ مانعین زکوۃ سے جنگ کرے، اور اسی طرح اس پر یہ لازم ہے توحید کے ساتھ ساتھ کہ نظام صلوۃ اور نظام زکوۃ قائم کرے۔

۷: اس حدیث میں مرجئہ فرقے پر رد ہے جو کہ اعمال کو ایمان میں داخل نہیں مانتے۔

۸: **أقاتل الناس** سے مراد " **أقاتل المشركين** " ہے جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے، دیکھئے السنن الكبرى للبيهقي (۳/ ۹۲) وسنده صحيح، والسنن المجتبىٰ للنسائي (۷/۷۵ ح ۳۹۷۱) وعلقه البخاري (۳۹۳) بعضه

۹: اس حدیث کے بعد صحیح مسلم میں آیا ہے کہ: " **من قال لا إله إلا الله وكفر بما يعبد من دون الله، حرم ماله ودمه وحسابه على الله** " جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے انکار کیا تو اس کا مال اور خون (بہانا) حرام ہے۔ اس کا حساب اللہ پر ہے (۱۳۰] ۲۳/۳۷) معلوم ہوا کفر و شرک سے انکار رکنِ ایمان ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

مصنف: امام ضیاالدین المقدسی رحمہ اللہ
ترجمہ وفوائد: حافظ ندیم ظہیر

فضائلِ اعمال

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4530386

اذان کی فضیلت:

6 سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موذن کی آواز کی حد کو جب جن، انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں (تو) وہ قیامت کے دن اسی کے (حق) میں گواہی دیں گے۔ [بخاری: ۶۰۹]

فوائد:

اذان کہنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موذن، جن وانس بلکہ کائنات کی ہر اس چیز کی (جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے) گواہیاں اپنے حق میں سمیٹ لیتا ہے۔ بلند آواز سے اذان کہنا بھی ثابت ہو رہا ہے خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو مثلاً: لاؤڈ سپیکر وغیرہ۔

7 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف کی کیا فضیلت ہے تو پھر ان (لوگوں) کے لئے قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے تو یقیناً وہ قرعہ اندازی (بھی) کریں اور اگر انھیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز کی کتنی فضیلت ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ انھیں گھسٹ کر آنا پڑے۔ [بخاری: ۶۱۵، مسلم: ۴۳۷]

فوائد:

اذان، صف اول، عشاء اور نماز فجر کی فضیلت وتاکید بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائے (رحمت) کرتے ہیں۔ [ابوداود: ۶۶۴]

نماز عشاء اور فجر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز عشاء باجماعت ادا کرے گویا اُس نے آدھی رات تک قیام کیا اور پھر (جو) فجر کی نماز (بھی) باجماعت ادا کرے تو گویا وہ تمام رات قیام کرتا رہا ہے۔ [مسلم: ۶۵۶]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: منافقوں پر فجر اور عشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں ہے۔ [بخاری: ۶۵۷] لیکن آج کس قدر افسوس ناک صورت حال ہے کہ احادیث میں جن چیزوں کے متعلق جتنی زیادہ فضیلت وتاکید وارد ہوئی ہے

اتنی ہی زیادہ ان سے سستی وغفلت زیادہ ہے۔[اعاذنا الله منها]

8 سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص اذان سن کر یہ کہے:((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّداً الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْداً الَّذِي وَعَدْتَهُ))

''اے اللہ! اس دعوت کامل اور قائم کی جانے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔'' تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو گی۔[بخاری:۶۱۴]

فوائد:

(۱) مذکورہ دعا میں بعض الفاظ کا اضافہ عوام الناس میں مشہور ہے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

(۲) وسیلہ جنت میں ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) اپنے سے اعلیٰ وارفع کے حق میں بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

(۴) قیامت کے دن شفاعت برحق ہے۔

اذان سننے والا کیا کہے؟

9 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جب تم موذن (کی اذان) سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، پھر تم میرے لئے اللہ سے وسیلے کا سوال کرو، یقیناً جنت میں یہ (وسیلہ) ایک بلند مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے (میری) شفاعت حلال ہوگئی۔[مسلم: ۳۸۴]

فوائد:

موذن کے کلمات سن کر انہی کلمات کو دوہرانا چاہیے البتہ حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح سننے کے بعد لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔[مسلم: ۳۸۵]

اذان ختم ہونے کے بعد مسنون درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ پڑھنی چاہیے۔ واضح رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد میں غیر مسنون درود پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی

اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے''
[شرح صحیح مسلم: ۱۰۹۲/۱]

مزید لکھتے ہیں:

''لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفاء راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ وتابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقہ سے اذان دیتے رہے تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؟'' [شرح صحیح مسلم: ۱۰۹۴/۱]

؎ گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

احادیث اور مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ''مروجہ بریلوی طریقہ'' درست نہیں ہے۔

(10) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موذن اللہ اکبر کہے تو تم (جواب میں) اللہ اکبر کہو اور جب وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہو جب وہ اشہد ان محمداً رسول اللہ کہے تو تم اشہد ان محمداً رسول اللہ کہو اور جب وہ حی علی الصلاۃ کہے تو تم (جواب میں) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو اور جب وہ حی علی الفلاح کہے تو تم (جواب میں) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم (بھی) اللہ اکبر کہو پھر جب وہ لا الہ الا اللہ کہے تو تم بھی لا الہ الا اللہ کہو جس نے صدق دل سے یہ کلمات کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
[مسلم: ۳۸۵]

فوائد:

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ کے جواب میں یہی کلمات دوہرائے جائیں گے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کہنا ثابت ہے۔ [بخاری: ٦١٢] البتہ اذان کے بعد ضرور درود پڑھنا چاہیے۔

(11) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو آدمی اذان سن کر (یہ) کہے: **أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبدهٗ ورسوله ،رضيت بالله ربّاً وبمحمد رسولاً وبالإسلام ديناً**

(ترجمہ:) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر، اور

اسلام کے دین ہونے پر میں راضی ہوں۔تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[مسلم:۳۸۶]

فوائد:

اذان سننے کے بعد درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ کے ساتھ مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب اور کفارہ گناہ ہے۔

12 سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (ﷺ) فرما رہے تھے قیامت کے دن اذان دینے والے دیگر لوگوں کی نسبت لمبی گردن والے ہوں گے۔[مسلم:۳۸۷]

فوائد:

لمبی گردن سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے (ممتاز) زیادہ نمایاں ہوں گے۔[مرعاۃ المفاتیح:۲/۳۶۵]

13 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: موذن کی آواز کی انتہا تک اس کے لئے مغفرت ثابت ہو جاتی ہے اور اس (موذن) کے لئے ہر تر وخشک چیز گواہی دے گی اور نماز میں حاضر ہونے والے کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس سے دو نمازوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[ابوداؤد:۵۱۵ واسنادہ حسن]

14 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے (مسلسل) بارہ سال اذان کہی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لئے اذان کہنے کہ وجہ سے روزانہ ساٹھ نیکیاں اور اقامت کی وجہ سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔[ابن ماجہ:۷۲۸]

فوائد:

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔[دیکھئے شیخنا حافظ زبیر علی زئی کی کتاب تسھیل الحاجۃ تحقیق سنن ابی ماجہ قلمی ص۵۱]

15 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس بلال (رضی اللہ عنہ) اذان دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خلوصِ دل کے ساتھ اس جیسی (اذان) کہی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔[النسائی ۲/۲۴ ح ۶۷۵، اسنادہ حسن]

16 سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان کی گئی دعا رد نہیں ہوتی۔[ابوداود:۵۲۱، النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ:۶۸ والترمذی:۲۱۲]

فوائد:

یہ روایت مسند احمد ۳/۲۲۵ وصحیح ابن خزیمہ:۴۲۶، ۴۲۷ وصحیح ابن حبان، الموارد:۲۹۶ میں بھی موجود ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

توضیح الاحکام

حافظ زبیر علی زئی

رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحدثین؟

سوال: بعض لوگ رفع یدین کے خلاف ایک کتاب '' اخبار الفقهاء والمحدثين '' کا حوالہ پیش کررہے ہیں مثلاً غلام مصطفیٰ نوری بریلوی لکھتے ہیں کہ:

'' آیئے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔

آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیر انی متوفی سنہ ۳۶۱ ھجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ ۲۱۴ پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: **حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيدالله بن يحيى : حدثني عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبدالله بن عمر قال: كنا مع رسول الله ﷺ بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلوة وفي داخل الصلوة عند الركوع فلما هاجر النبي ﷺ إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوة .. توفي** (اخبار الفقہاء والمحدثین ص۳۱۶)

ترجمہ: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتداء کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثابت رہے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عندالرکوع کے نسخ میں کتنی واضح ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830326

مرضی ہے" (ترکِ رفع یدین ص ۶۹۵، ۶۹۱ طبع اول جون ۲۰۰۴ء مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد)

عرض ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق سے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً

[حافظ عبدالوحید سلفی ۲/مارچ ۲۰۰۵ء]

الجواب:

جناب غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کی پیش کردہ روایت کئی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔

دلیل نمبر ۱:

اخبار الفقہاء والمحدثین نامی کتاب کے شروع (ص ۵) میں اس کتاب کی کوئی سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے کہ: " **تم الکتاب و الحمدلله حق حمده و صلی الله علی محمد و آله و کان ذلک فی شعبان من عام ۴۸۳ھ** "

یعنی: کتاب مکمل ہوگئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان ۴۸۳ھ میں ہوئی ہے (ص ۲۹۳)

اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیروانی (متوفی ۳۶۱ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (۱۲۲) سال بعد اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیروانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۲:

اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک قبری مراد لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیروانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

" **عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی عن ابن غانم قاضی إفریقیة ، أظنه کان کذاباً** "

عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی، ابن غانم قاضی افریقیہ سے روایت کرتا ہے، میرا خیال ہے: یہ کذاب تھا۔

(المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۵۰ ت ۴۰۵۹)

عثمان بن محمد: کذاب، قیروانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیروانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے۔

یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیروانی سے منسوب کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ:

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830336

'' قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عني بطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله و كان مفتي أهل موضعه توفي ٣٢٠ ''
خالد بن سعد نے کہا: عثمان بن محمد طلبِ علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزیں لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔
[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۶]

اس عبارت میں توثیق کا نام ونشان نہیں ہے۔
غلام رسول نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل لکھا ہے:
'' جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحبِ فضیلت ہیں اور اپنے موضع کے مفتی تھے''
[ترکِ رفع یدین ص ۴۹۳]!!

دلیل نمبر ۳:
عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات ''اخبار الفقہاء والمحدثین'' کے علاوہ وہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ اخبار الفقہاء میں لکھا ہوا ہے کہ: '' قال عثمان بن محمد قال عبيدالله بن يحيى : كان عثمان بن سوادة ثقة مقبولاً عند القضاة والحكام۔۔۔''
چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہذا عبیداللہ بن یحیی سے یہ توثیق ثابت نہیں ہے۔
نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔
دلیل نمبر ۴:
عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات اور معاصرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۱ھ ہے۔
دلیل نمبر ۵:
محمد بن حارث کی کتابوں میں ''اخبار القضاۃ والمحدثین'' کا نام تو ملتا ہے مگر ''اخبار الفقہاء والمحدثین'' کا نام نہیں ملتا دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۳۷۴/۲)
ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کحالہ نے ''اخبار الفقہاء والمحدثین'' کا ذکر کیا ہے۔ (معجم المؤلفین ۲۰۴/۳)
اس طرح معاصر خیر الدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے (الاعلام ۷۵/۶)
جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر ٦:

مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ:

'' وکان یحدث بحدیث رواہ مسنداً فی رفع الیدین وھو من غرائب الحدیث وأراہ من شواذھا ''

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۴)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے ''کمال دیانت'' سے کام لیتے ہوئے '' من شواذھا '' کی جرح کو چھپا لیا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

دلیل نمبر ۷:

اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح ومستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ۱/۱۶۸ ح ۳۹۱ و صحیح بخاری ۱/۱۰۲ ح ۷۳۷ و نور العینین ص ۸۳)

مالک بن حویرث اللیثی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ میں) غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے دیکھئے فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۰ ح ۶۲۸)

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳ ح ۴۰۱ و نور العینین ص ۸۹)

عینی حنفی لکھتے ہیں کہ: '' وائل بن حجر أسلم فی المدینة فی سنة تسع من الھجرة '' اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (۹) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۴)

۹ ھ میں جو وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۱ و نور العینین ص ۹۰)

اگلے سال (۱۰ ھ) آپ دوبارہ آئے تھے، اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا (سنن ابی داؤد بحوالہ نور العینین ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں چھوڑا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بھی رکوع

سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر ۸:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۳۴۴ ح ۶۹۴، ۶۹۵ وسندہ حسن، نور العینین ص ۱۰۴)

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری چار سالوں میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین کرتے تھے (جزء رفع الیدین للبخاری بتحقیقی :۲۲ ونور العینین ص ۱۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس روایتِ مذکورہ میں شاگرد اور امام ابوحنیفہ کے استاد عطاء بن ابی رباح بھی رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین :۶۲ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رکوع والا رفع یدین متروک یا منسوخ بالکل نہیں ہوا تھا لہذا ''اخبار الفقہاء'' والی روایت جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ۹:

مشہور تابعی نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت (چاروں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔

(صحیح بخاری ۱۰۲/۱ ح ۷۳۹ ونور العینین ص ۸۱)

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رفع یدین منسوخ ہو جائے اور پھر بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ رفع یدین کرتے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سب سے آگے تھے۔

دلیل نمبر ۱۰:

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں سے مارتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۵ ونور العینین ص ۱۴۶ وسندہ صحیح)

علامہ نووی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

'' **باسناده الصحيح عن نافع** '' یعنی نافع تک اس کی سند صحیح ہے (المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۵)

یہ کس طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بروایتِ ابن عمر منسوخ ہو جائے پھر اس کی ''منسوخیت'' کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما اس نامعلوم ومجہول جاھل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ [دیکھئے جزء رفع الیدین ۴۰، ۷۶، والمجموع للنووی ۴۰۵/۳ ونور العینین ص ۱۵۱]

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی۔ صحابہ کرام میں سے نہیں تھا۔ بلکہ کوئی مجہول ونامعلوم شخص ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ''اخبار الفقہاء والمحدثین'' والی روایت موضوع اور باطل ہے۔ لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے ''حدیث صحیح'' کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ وما علینا الا البلاغ (۲۱ محرم ۱۴۲۶ھ)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **فضيلة الشيخ مكرمي و معظمي واجب الاحترام مدظلكم**

السلام علیکم: درج ذیل روایت کے بارے میں مفصل و مدلل جامع اور زوردار اور جاندار تحقیق کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ میرے بے شمار عزیز دوست اور بزرگ اپنے مخصوص نظریہ اور طرز عمل کی وجہ سے میرے ساتھ الجھتے، لڑتے بھڑتے، تندوتیز اور معاندانہ رویہ اور سلوک روا رکھتے ہیں [مَنْ كَانَ لَهُ اِمَام فَقِرَأة الْإِمَامِ لَهُ قِرَأةٌ]

امام محمد کی روایت پیش کرتے ہیں: **أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أبو الحسن موسىٰ بن أبى عائشة عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبدالله عن النبى ﷺ قال من صلى خلف الإمام.... حديث من كان له اِمَامٌ .. ...** [موطا امام محمد]

براہ کرم اس روایت کے بارے میں مکمل تحقیق سے بہرہ ورفرمائیں بہت ہی شکر گزار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو! آمین

براہِ کرم اس کا جواب رسالہ ''الحدیث'' میں شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

بندۂ ناچیز خادم المخلصین

عبداللطیف کھوکھر 71-C-29 مصریال روڈ۔ لین نمبر 12

کھوکھر ہاؤس راولپنڈی کینٹ''

Islamic Research Center Rawalpindi 051-4830380

الجواب:

حدیث: ((من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة)) کی تحقیق

حدیث: **من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة** ، کے مفہوم والفاظ کے ساتھ مختلف سندوں سے مروی ہے۔ یہ سندیں دو طرح کی ہیں:

اول: وہ اسانید جن میں کذاب، متروک، سخت مجروح اور مجہول راوی ہیں۔ مثلاً

1- حديث جابر الجعفي عن أبي الزبير عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه ..إلخ

[رواہ ابن ماجہ، ح:۸۵۰]

جابر الجعفی: متروک ہے، دیکھئے کتاب الکنیٰ والأسماء للإمام مسلم (ق ۹٦ کنیتہ: أبومحمد) وکتاب الضعفاء والمتروکین للإمام النسائی (۹۸) وقال الزيلعي : " وكذبه أيضاأيوب و زائدة " اور اسے ایوب (السختیانی) اور زائدہ نے کذاب کہا ہے (نصب الرایہ ۱/۳۴۵)

2- حـديـث أبـي هارون العبدي عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه إلخ.. رواه ابن عدي فى الكامل (۱/ ۵۲۴ ترجمة إسماعيل بن عمرو بن نجيح)

ابوہارون: متروک ہے، دیکھئے کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (۷۴٦)

ابوہارون کے بارے میں زیلعی حنفی نے حماد بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ: " كـان كذابـاً " یعنی وہ کذاب (بڑا جھوٹا) تھا، دیکھئے نصب الرایہ (ج ۴ ص ۲۰۱)

3- حـديـث سهل بن عباس الترمذي بسنده إلخ رواه الدارقطني (۱/ ۴۰۲ ح ۱۴۸٦) وقال: "هذا حديث منكر ، وسهل بن العباس: متروك "

اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ متروک وغیرہ سخت مجروح راویوں کی روایت مردود ہوتی ہے۔ مثلاً

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ((لأن الضعف يتفاوت فمنه مالا يزول بالمتابعات يعنى لا يؤثر كونه تابعاًأو متبوعاًكرواية الكذابين والمتروكين))

'' کیونکہ ضعف کی قسمیں ہوتی ہیں، بعض ضعف متابعات سے بھی زائل نہیں ہوتے جیسے کذابین ومتروکین کی روایت، یہ نہ مؤید ہوسکتی ہے اور نہ تائید میں فائدہ دیتی ہے'' (اختصار علوم الحدیث ص ۳۸ تعریفات أخری للحسن، النوع:۲)

اس تمہید کے بعد اس روایت (مـن كـان لـه إمـام ألخ) کی ان سندوں پر جامع بحث پیش خدمت ہے جن پر مخالفین قرأتِ فاتحہ خلف الامام کو ناز ہے۔ والله هو الموفق

۱: مـحـمـد بـن الـحسـن الشيبـانـي: أخبرنا أبو حنيفة قال : حدثنا أبو الحسن موسى بن أبي عائشة عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبدالله " إلخ (مؤطا الشیبانی ص ۹۸ ح ۱۱۷)

اس روایت میں عبداللہ بن شداد اور جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان '' ابوالولید'' کا واسطہ ہے۔ دیکھئے کتاب الآثار المنسوب إلی قاضی أبي یوسف (۱۱۳) وسنن الدارقطني (۱/۳۲۵ ح ۱۲۲۳ وقال: أبوالولید هذا مجهول) وکتاب القرأة للبیهقی (ص ۱۲۵ ح ۳۱۴، وص ۱۲٦، ۱۲۷ دوسرا نسخہ ح ۳۳۹، ۳۴۱)

معلوم ہوا کہ یہ روایت ابوالولید (مجہول) کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ اس مجہول راوی کو بعض راویوں نے سند میں ذکر

نہیں کیا تاہم یہ معلوم ہے کہ جس نے ذکر کیا اس کی بات ذکر نہ کرنے والے کی روایت پر مقدم ہوتی ہے۔

اس روایت میں دوسری علت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بذاتِ خود اپنی اس بیان کردہ روایت کو باطل سمجھتے تھے۔ ابوعبدالرحمٰن المقرئ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((كان أبو حنيفة يحدثنا ، فإذا فرغ من الحديث قال: هذا الذي سمعتم كله ريح و باطل))

''ابوحنیفہ ہمیں حدیثیں سناتے تھے۔ جب حدیث (کی روایت) سے فارغ ہوتے تو فرماتے: یہ سب کچھ، جو تم نے سنا ہے ہوا اور باطل ہے'' [کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج۸ص۴۵۰ وسندہ صحیح]

ایک دوسری روایت میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ: ((عامة ما أحدثكم خطأ))

''میں تمہیں جو عام حدیثیں بیان کرتا ہوں وہ غلط ہوتی ہیں''

[العلل الکبیر للترمذی ج۲ص۹۶۶ وسندہ صحیح، والکامل لابن عدی ۲۴۷۳/۷ وتاریخ بغداد ۴۲۵/۱۳]

ایک دوسری روایت میں امام ابوحنیفہ نے اپنی کتابوں کے بارے میں فرمایا کہ:

((والله ما أدري لعله الباطل الذي لا شک فيه))

''اللہ کی قسم مجھے (ان کے حق ہونے کا) پتہ نہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ ایسی باطل ہوں جن میں (باطل ہونے میں) کوئی شک نہیں ہے۔'' [کتاب المعرفۃ والتاریخ للإمام یعقوب بن سفیان الفارسی ج۲ص۷۸۲ وسندہ حسن]

اور یہ بات عام لوگ بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اپنی بیان کردہ حدیثوں اور کتابوں کے بارے میں بعد والوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ابوالولید (مجہول) کی وجہ سے امام صاحب نے اپنی روایت کو باطل قرار دیا ہو، والله أعلم وعلمه أتم ،

۲: أحمد بن حنبل: " حدثنا أسود بن عامر : أخبرنا حسن بن صالح عن أبي الزبير عن جابر " إلخ (مسند احمد، الموسوعۃ الحدیثیۃ ۲۳/۱۲۲ ح ۱۴۶۴۳)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے۔

اول: ابوالزبیر المکی مدلس ہے بلکہ ''مشہور بالتدلیس'' ہے۔ (طبقات المدلسین، المرتبۃ الثالثۃ ۱۰۱/۳) یہ روایت عن سے ہے۔ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ مدلس کی (غیر صحیحین میں) عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ [دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح (ص۹۹) والنسخۃ المحققۃ ص۱۶۱]

دوم: حسن بن صالح اور ابوالزبیر کے درمیان جابر الجعفی (متروک) کا واسطہ ہے دیکھئے مسند احمد (ج۳ص۳۳۹ ح۱۴۶۹۸) والتحقیق فی اختلاف الحدیث لابن الجوزی (۳۲۰/۱ ح ۵۲۷)

تنبیہ: یہ بات انتہائی حیران کن ہے کہ ابن الترکمانی حنفی نے ابوالزبیر کی تدلیس سے قطع نظر کرتے ہوئے، اس ضعیف و

مردودروایت کو '' وهذا سند صحيح ''لکھ دیا ہے، دیکھئے الجوھر النقی (۱۵۹/۲) بحوالہ ابن ابی شیبہ (۱/۳۷۷ ح ۳۸۰۲) شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے دلائل کے ساتھ ابن الترکمانی کا زبردست رد کیا ہے۔ دیکھئے ارواء الغلیل (ج ۲ ص ۲۷۰ ح ۵۰۰)

۳: **أحمد بن منيع '' ثنا إسحاق الأزرق : ثنا سفيان و شريک عن موسی بن أبی عائشة عن عبدالله بن شداد عن جابر رضی الله عنه '' إلخ** [اتحاف الخیرۃ المھرہ للبوصیری ۲/۲۲۵ ح ۱۵۶۷]

یہ روایت دووجہ سے ضعیف ہے۔

اول: سفیان ثوری مدلس ہیں (عمدۃ القاری للعینی ۳/۱۱۲ باب الوضوء من غیر حدث، والجوھر النقی ۸/۲۶۲) نیز دیکھئے الحدیث: ۱ص ۲۸، ۲۹، اور یہ روایت عن سے ہے۔ شریک القاضی بھی مدلس ہیں (طبقات المدلسین ۲/۵۶، وجامع التحصیل للعلائی ص ۱۰۷ والمدلسین لأبی زرعۃ بن العراقی: ۲۸ والمدلسین للسیوطی: ۲۴ والمدلسین للحلبی ص ۳۳) اور یہ روایت عن سے ہے۔

دوم: سابقہ صفحے پر یہ گزر چکا ہے کہ عبداللہ بن شداد اور جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوالولید (مجہول) کا واسطہ ہے۔

نتیجة البحث: یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے، لہذا الشیخ البانی رحمہ اللہ کا اسے ''حسن'' [ارواء الغلیل ۲/۲۶۸] اور الموسوعۃ الحدیثیۃ کے محشی کا '' **حسن بطرقه و شواهده** '' کہنا صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے معلول (التلخیص الحبیر ۲/۲۳۲ ح ۳۴۵) اور قرطبی نے حدیث ضعیف قرار دیا ہے۔ [تفسیر قرطبی ۱/۱۲۲، الباب الثانی فی نزولھا وأحکامھا، أي سورۃ الفاتحۃ]

فائدہ: ہمارے شیخ، امام ابو محمد بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تضعیف پر '' **اظهار البرأة عن حديث : من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة** '' مستقل کتاب لکھی ہے۔ والحمد للہ

والسلام (۶ محرم ۱۴۲۶ھ)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم بھائی زبیر علی زئی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت رکھیں اور دین کا زیادہ سے زیادہ کام لیں آمین۔ ماہنامہ ''الحدیث'' باقاعدگی سے مل رہا ہے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں۔ حافظ صاحب میں چند مسائل لکھ رہا ہوں مہربانی فرما کر ان کے جتنی جلدی ممکن ہو سکے جواب دیں۔

پہلا مسئلہ:

جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو مسجد کے لاؤڈ سپیکر میں اس کی فوتگی کا اعلان کروانا کتاب وسنت کی رو سے جائز ہے یا نہیں مفصل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

دوسرا مسئلہ:

نماز عید کے خطبہ کے بعد امام اور مقتدی کا مل کر اجتماعی دعا کرنا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بخاری والی روایت جس میں حیض والی عورتوں کو بھی مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس کی بھی وضاحت کریں نیز کونسے علمائے اہلحدیث اور محدثین اس اجتماعی (دعا) کے قائل نہیں ہیں باحوالہ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

تیسرا مسئلہ:

کیا صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحیح حدیث سے کہنا ثابت ہے۔

چوتھا مسئلہ:

قنوت وتر میں دعائے قنوت کے علاوہ مزید دعائیں مانگ سکتے ہیں۔

پانچواں مسئلہ:

قرآن مجید میں بعض سورتوں کی آیتوں میں مختلف جواب مروی ہیں جب نماز میں ان سورتوں کو پڑھا جائے تو کیا امام اور مقتدی دونوں کو ان کا جواب دینا چاہیے۔ جیسے **سبح اسم ربک الاعلی** کا جواب اور سورۃ الغاشیۃ کے آخر میں **اللهم حاسبنی حساباً یسیراً** کہنا

چھٹا مسئلہ:

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جب بطورِ دعا قنوت نازلہ میں پڑھیں تو کیا اس کے جواب میں آمین کہنا ٹھیک ہے اگر اکیلے نماز سے علیحدہ قرآن مجید پڑھ رہا ہے کیا تب بھی ہر لفظ کے آخر میں آمین کہہ سکتا ہے۔　جزاکم اللہ خیراً

محمد رمضان سلفی محلّہ اقبال نگر مین گلی نزد جامع مسجد بیت المکرّم اہلحدیث تحصیل وضلع پاکپتن''

مسجد میں میت کا اعلان اور اطلاع؟

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،　جوابات درج ذیل ہیں:

1 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

'' أن رسول الله ﷺ نعى النجاشي في اليوم الذى مات فيه ''

بے شک رسول اللہ ﷺ نے نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر اس وقت دی، جس دن نجاشی فوت ہوئے تھے۔ [صحیح البخاری: ۱۲۴۵ وصحیح مسلم: ۹۵۱/۶۲]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو میت کی اطلاع دینا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830366

'' وفائدة هذه الترجمة الإشارة إلى أن النعي ليس ممنوعاً كله ''

اور (امام بخاری کے) اس باب کا فائدہ یہ ہے کہ میت کی اطلاع دینا، تمام حالتوں میں ممنوع نہیں ہے۔

[فتح الباری ۱۱۶/۳ باب الرجل ینعی إلی أهل المیت بنفسه]

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی (اُم عبدالحمید رضی اللہ عنہا، دیکھئے الإصابۃ ص ۱۸۱۷) سے روایت ہے کہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ عصر کے بعد فوت ہوئے تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کہا گیا: رافع بن خدیج فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ان پر رحم کی دعا کریں (یعنی جنازہ پڑھیں)۔ انہوں نے فرمایا: رافع جیسے آدمی کا جنازہ اس وقت تک نہیں نکلنا چاہیے جب تک مدینے کے اردگرد بستیوں والوں کو بھی اطلاع دے دی جائے۔ پھر ہم جب (صبح کے وقت) ان کا جنازہ لے کر نکلے تو ابن عمر (اور دوسرے لوگوں) نے جنازہ پڑھا، ابن عمر (رضی اللہ عنہ) قبر کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ الخ

[المعجم الکبیر للطبرانی ج ۴ ص ۲۳۹ ح ۴۲۴۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷۴/۴]

اس روایت کی سند یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع کی دادی (ام عبدالحمید رضی اللہ عنہا) تک صحیح ہے۔

بلال بن یحیی العبسی الکوفی عن حذیفة بن الیمان کی سند سے روایت ہے کہ (سیدنا) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا اعلان نہ کرنا، مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ نعی (میت کی خبر) نہ بن جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعی سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔

[سنن ترمذی: ۹۸۶ وقال: ''هذا حدیث حسن'' وابن ماجہ: ۱۴۷۶]

اس سند کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۱۷/۳) میں اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۳۱) میں حسن کہا ہے۔ (!)

حافظ ابن حجر بذاتِ خود لکھتے ہیں کہ: '' وقال الدوري عن ابن معین : روایته عن حذیفة مرسلة ''

اور (عباس) الدوری نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ: بلال مذکور کی حذیفہ سے روایت مرسل ہے۔

[تہذیب التہذیب ۴۴۳/۱]

یہ روایت عباس الدوری کی تاریخ میں نہیں ملی لیکن بغیر قوی دلیل کے حافظ ابن حجر کی نقل کو رد کرنا محل نظر ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ:

'' روی عن حذیفة .. بلغني عن حذیفة ''

اس نے حذیفہ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے: مجھے یہ بات حذیفہ سے پہنچی ہے۔ [الجرح والتعدیل ۳۹۶/۲]

اس سے بھی عباس الدوری والے حوالے کی تائید ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت منقطع ہے لہٰذا ضعیف ہے۔ اس کی تائید کرنے والی ایک روایت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے۔(سنن الترمذی:۹۸۴، ۹۸۵)

یہ روایت ابوحمزہ میمون الاعور کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔(ابوحمزہ ضعیف/تقریب:۷۰۵۷)

ابومیسرہ (عمرو بن شرحبیل الھمدانی: ثقہ عابد مخضرم) علقمہ اور اسود (بن یزید) نے یہ وصیت کی تھی کہ: ہماری میت کا کسی کے سامنے اعلان نہ کیا جائے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۳/۲۷۵ ح ۱۱۲۰۹ وسندہ صحیح)

ابووائل (شقیق بن سلمہ/ثقہ تابعی) نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: ''إذا أنامت فلا تؤذنوا بي أحداً''

جب میں فوت ہو جاؤں تو کسی کے سامنے میرا اعلان نہ کرنا۔(ابن ابی شیبہ:۱۱۲۰۸ وسندہ صحیح)

ابراہیم النخعی سے روایت ہے کہ لوگ نعی (میت کی خبر اور اعلان) کو مکروہ سمجھتے تھے۔ابن عون (اس کے راوی) کہتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص (جاہلیت میں) مر جاتا تو ایک آدمی کسی جانور پر سوار ہو جاتا اور چیخ چیخ کر اعلان کرتا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔(سنن سعید بن منصور بحوالہ فتح الباری:۳/۱۱۷ وسندہ صحیح)

محمد بن سیرین (تابعی) فرماتے ہیں کہ:

''آدمی اگر جنازے کے لیے اپنے دوستوں ساتھیوں کو خبر دے تو کوئی حرج نہیں ہے''

[ابن ابی شیبہ:۳/۲۷۶ ح ۱۱۲۱۸ وسندہ صحیح]

محدث کبیر مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

''قرابت مند اور دوست واحباب کو تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے موت کی خبر دینا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اور صحابہ نے باہم ایک دوسرے کو موت کی خبر دی ہے۔اور حدیث میں جو نعی کی ممانعت آئی ہے سو نعی سے مطلق موت کی خبر دینا مراد نہیں ہے۔بلکہ اس طرح پر موت کی خبر دینا مراد ہے جس طرح پر زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا۔حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے:

''جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کوئی مرتا تو کسی کو محلوں کے دروازوں پر اور بازاروں میں بھیجتے، وہ گشت کر کے بآواز بلند اس کے مرنے کی خبر کرتا'' اور نہایہ جزری وغیرہ میں لکھا ہے کہ: ''جب کوئی شریف آدمی مرتا یا قتل کیا جاتا تو قبیلوں میں ایک سوار کو بھیجتے، جو چلا کر اس کی موت کی خبر کرتا کہ فلاں شخص مر گیا یا فلاں شخص کے مرنے سے عرب ہلاک ہو گیا'' پس موت کی خبر جاہلیت کے اس طریقے پر دینا ممنوع و ناجائز ہے اور مجرد (یعنی محض) موت کی خبر دینا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور صحابہ نے باہم ایک دوسرے کو دی ہے منع نہیں'' [کتاب الجنائز، طبع فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸]

ہمارے علاقے میں اگر کوئی خاص آدمی مر جاتا ہے تو اس کے ورثاء کی طرف سے ایک سوزوکی یا گاڑی میں لاؤڈ سپیکر فٹ (نصب) کر کے سڑک سڑک، گلی گلی اعلان کیا جاتا ہے۔معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ جاہلیت کی رسوم سے مشابہت ہے

واللہ اعلم

خلاصة البحث:

میت کی تجہیز، تکفین، نماز جنازہ اور تعزیت کے لیے مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر میت کی وفات کا اعلان جائز ہے۔ اعلان سے منع والی روایت بلحاظِ اصولِ حدیث ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ **وما علینا إلا البلاغ**

عیدین کا خطبہ اور اجتماعی دعا

2 خطبہ کے اختتام پر امام و مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا اجتہادی مسئلہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ امام دعا کرے اور مقتدی آمین کہیں۔ میرے علم کے مطابق کسی محدث یا قابلِ اعتماد عالم نے اس حدیث سے عید کے دن اجتماعی دعا کا مسئلہ ثابت نہیں کیا ہے۔ مہلب (بن احمد بن ابی صفرہ الاسدی الاندلسی، متوفی ۴۳۵ھ) شارح صحیح بخاری نے لکھا ہے کہ:

''ویکنّ فیمن یدعو ویؤمن'' وہ (حائضہ) عورتیں دعا کرنے والوں اور آمین کہنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ [شرح ابن بطال علی بن خلف رمتوفی ۴۴۹ھ، شرح البخاری ۱/۴۴۷]

علمائے اہلحدیث کے اقوال معلوم کرنے کے لیے، خود ان سے رابطہ کریں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کہنا

3 احادیث کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ قلمی کتابوں میں تواتر سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' **فینزل عیسی بن مریم صلی الله علیه وسلم** ''إلخ

[صحیح مسلم درسی نسخہ ج ۱ ص ۳۹۲ وطبع دارالسلام ص ۱۲۵۴ ح ۳۴ / ۲۸۹۷ دارالسلام: ۷۲۷۸]

اس کے علاوہ اور حوالے بھی ہیں تاہم یہی ایک حوالہ کافی ہے۔

4 قنوتِ وتر کو اگر قنوتِ نازلہ پر قیاس کیا جائے تو اور دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں تاہم بہتر یہی ہے کہ صرف مسنون دعائے قنوتِ وتر ہی پڑھی جائے۔ سنت پر عمل کرنا غیر سنت پر عمل کرنے سے کروڑوں درجے بہتر ہے۔ [نیز دیکھئے ماہنامہ شہادت نومبر ۱۹۹۹ء ص ۳۳ جواب سوال نمبر ۶]

5 تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے ماہنامہ شہادت (جنوری ۲۰۰۰ء ص ۴۱)

مختصراً عرض ہے کہ جن آیات کے جوابات احادیث و آثار سے ثابت ہیں تو یہ جوابات دینے مسنون اور جائز ہیں۔ تاہم مقتدیوں کا ان آیات کے جوابات میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' وغیرہ کہنا ثابت نہیں۔ لہٰذا مقتدیوں کو خاموش رہنا چاہیے۔

'' **اللھم حاسبنی حساباً یسیراً** '' کہنا سند صحیح سے، اس مقام پر ثابت نہیں ہے۔

6 دعائے قنوت پر آمین کہنا ثابت ہے۔ دیکھئے سنن ابی داؤد (ح ۱۴۴۳ باب القنوت فی الصلوۃ)

اکیلے اگر قرآن پڑھ رہا ہے تو قرأت قرآن کے دوران ان آیات پر آمین نہ کہے بہتر یہی ہے کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات کے علاوہ دوسری دعائیں قنوت میں پڑھیں۔ یاد رہے کہ قاری ان آیات پر آمین نہیں کہے گا۔

والسلام (۱۸ محرم ۱۴۲۶ھ)

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

دین میں تقلید کا مسئلہ

Settings\Administrator\Desktop\1.tif
not found.

Isla

الجواب:

(۱) بے دلیل پیروی کو تقلید کہتے ہیں دیکھئے حسن اللغات (ص۲۱۶) اور یہی مضمون ص ا

(۲) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ تقلید اور اتباع و اقتداء میں فرق ہے۔ اگر بلا دلیل ہو تو تقلید ہے اور اگر بادلیل ہو تو اقتداء و اتباع ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل ۔۔اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلا ئیگا وہ اتباع کہلا تا ہے''

(الافاضات الیومیہ ۱۵۹/۳، اور یہی مضمون ص ۵)

(۳) قلادہ علیحدہ لفظ ہے اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔

(۴) اشرف علی تھانوی صاحب دیو بندیوں کے ''حکیم الامت'' ہیں۔ بریلوی حضرات انہیں سخت گمراہ اور گستاخِ رسول (ﷺ) سمجھتے ہیں۔تھانوی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اور اگر مجھ پر اطمینان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جلاہا نہیں ہوں۔ رہا جاہل ہونا اس کا البتہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاھل بلکہ اجھل ہوں'' (اشرف السوانح، قدیم ج اص ۶۹ وجدید ج اص ۷۲)

اشرف علی تھانوی صاحب نے مزید فرمایا کہ:

''ہمارے محاورہ میں ھُد ھُد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں مثل ھُد ھُد کے''

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ/ ملفوظات حکیم الامت ج اص ۲۶۶ ملفوظ نمبر ۴۰۰، واکا ذیب آلِ دیو بند ص ۸۹)

تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ:

''اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں'' (ملفوظات حکیم الامت ج اص ۳۸ ملفوظ ۵ او قصص الاکابر ص ۱۰۳)

تھانوی صاحب مزاح میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں نے قصائنی کا دودھ پیا ہے اس لئے بھی میرے مزاج میں حدت ہے مگر الحمد للہ شدت نہیں''

(اشرف السوانح ج اص ۱۸، دوسرا نسخہ ج اص ۲۱)

(۵) یہ ساری تعریف خود ساختہ اور من گھڑت ہے۔اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ خود تھانوی صاحب نے بے دلیل بات ماننے کو تقلید اور اللہ ورسول کا حکم ماننے کو اتباع قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۵

(۶) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حدیث (یعنی روایت) ماننا تقلید نہیں ہے دیکھئے ص ۲، وغیرہ، کسی ایک امام یا مستند عالم نے روایت ماننے کو تقلید نہیں کہا۔امام ابوحنیفہ بھی تو روایتیں مانتے تھے۔کیا وہ مجتہد نہیں بلکہ صرف مقلد ہی تھے؟

(۷) صحیح یا ضعیف ماننا تقلید نہیں ہے۔اس طرح راوی پر جرح (وتعدیل) ماننا بھی تقلید نہیں ہے۔امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' ولا یکون تقلیداً فی جرحہ لأن ھذا دلیلہ و حجتہ ''

اور اس کی جرح مان لینا تقلید نہیں ہے کیونکہ یہی اس کی دلیل اور حجت ہے۔

(جواب الحافظ المنذری عن أسئلۃ الجرح والتعدیل ص ۶۳، ۶۴)

:ings\Administrator\Desktop\Graphic1
not found.

(۸) یہ ساری شقیں خود ساختہ ، من گھڑت اور مردود ہیں ۔ اوکاڑوی صاحب نے ان کی تایید کے لئے کسی مستند عند الفریقین عالم کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

الجواب: ص۴

(۱) تقلید کے بارے میں لغت اور اصول فقہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ بے دلیل پیروی اور اندھا دھند بے سوچے سمجھے اتباع کا نام ہے۔ دیکھئے ص ۱ تا ۱۰

ظاہر ہے کہ دین میں غیر نبی کی: بے دلیل، اندھا دھند اور بے سوچے سمجھے پیروی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا اسے جائز قرار دینا غلط ہے۔

(۲) گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ مقلدین حضرات مثلاً دیوبندیہ و بریلویہ: اللہ ورسول کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا مزعوم فقہ ونظریات کی تقلید کرتے ہیں، دیکھئے ص۱۴ یا ۲۰ لہذا مروج تقلید میں کفار ومخالفین کتاب وسنت کی مشابہت ہے۔ تقلید کے خلاف علماء کرام نے آیات واحادیث واجماع وآثار سے استدلال کیا ہے۔ اور انہیں آیات کریمہ میں کفار کے کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، دیکھئے ص۲۱ واعلام الموقعین (۱۹۱/۲)

(۳) اللہ اور رسول (ﷺ) کی بات سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع کہلاتا ہے (دیکھئے ص۵)

(۴) جو مسئلہ کتاب وسنت واجماع میں نہ ملے، اب اجتہاد کرنے والا اجتہاد کرے گا۔ اگر مجتہدین کا اختلاف ہو تو پھر کس کی بات حجت ہوگی؟ کیا اللہ یا رسول نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر علماء کے درمیان حلال وحرام کا اختلاف ہو تو پھر جو عالم پسند آئے اس کی رائے کی تقلید کرلو؟

(۵) حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے والے اصول کا بڑا حصہ اجماعی ہے، مثلا دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والإیضاح ص۲۰ (تعریف الحدیث الصحیح)

جن میں اختلاف ہے وہاں راجح ومرجوح دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ تقلید کا یہاں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

(۶) "**القیاس مظهر لا مثبت**" یہ قول امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے شرح عقائد نسفی کا حوالہ فضول ہے شرح عقائد کا مصنف سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی ۷۱۲ھ یا ۷۲۲ھ میں پیدا ہوا اور ۷۹۲ھ میں فوت ہوا، دیکھئے ارشاد الطالبین فی احوال المصنفین ص۶۵، ۶۶

اوکاڑوی صاحب کے مقلدین پر یہ قرض واجب الاداء ہے کہ وہ صاحب شرح عقائد سے لے کر ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک صحیح ومتصل سند پیش کریں۔ اگر ہم کوئی بے سند حوالہ پیش کر دیں تو یہ لوگ چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں، مثلاً درج ذیل کتابوں میں بغیر کسی سند کے لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔

مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ ص۹، لمحات النظر فی سیرت الإمام زفر للکوثری ص۲۱، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج۲۰ ص۱۰، ۲۱۱، اعلام الموقعین لابن القیم ج۲ ص۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص۱۳۲

لطیفہ: راقم الحروف نے ۸ رجب ۱۴۱۵ھ کو قاری چن محمد دیوبندی مماتی کی ''خدمت'' میں ایک خط میں لکھا تھا کہ:

''امام ابوحنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے (فتاوی ابن تیمیہ، حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۵۷ وغیرھما) آپ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟'' (معروضات کے جوابات ص۴)

اس کے جواب میں قاری چن محمد صاحب نے لکھا کہ:

''امام ابوحنیفہ کا قول سند کے ساتھ پیش کریں کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں تقلید کو منع کیا ہے۔ آپ کی دیانتداری ان شاء اللہ اب واضح ہوگی؟'' (معروضات کے بے تکے جوابات پر تبصرہ ص۷)

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830360

اگر ہم فقہ حنفی کے کسی مسئلہ کی امام ابوحنیفہ تک سند طلب کر بیٹھیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

(۷) خلفائے راشدین کے بہت سے ایسے مسئلے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ان مسئلوں کو نہیں لیتے بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً

۱: سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر (ایک سال کے لئے) جلاوطن کر دیا (سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی النفی ح ۱۴۳۸ وسندہ صحیح) جبکہ اس کے سراسر برعکس حنفی حضرات ایسے زانی کو جلاوطن کرنے کے قائل نہیں ہیں دیکھئے الھدایہ (ج ۱ ص ۵۱۲ کتاب الحدود)

۲: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے سجود القرآن کے بارے میں فرمایا:

'' **فمن سجد فقد أصاب و من لم يسجد فلا إثم عليه** ''

پس جس نے سجدہ کیا تو اس نے ٹھیک کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۰۷۷)

اس کے برعکس حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سجود القرآن واجب ہیں اور نہ کرنے والا گناہ گار ہے۔

۳: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۵ وشرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۲۹۴ وسنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۱۶۵۷) اس کی سند حسن ہے، فلیح بن سلیمان بخاری و مسلم کا راوی اور حسن الحدیث ہے۔

اس کے برعکس عام دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ایک رکعت وتر کے منکر ہیں

ings\Administrator\Desktop\Graphic2 not found.

-

۴: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا (الاوسط لابن المنذر ج ۱ ص ۴۶۲ وسندہ صحیح)

جبکہ یہ لوگ (حنفی و بریلوی و دیوبندی) جرابوں پر مسح کے سخت مخالف ہیں۔

نتیجہ: دیوبندی و بریلوی حضرات خلفائے راشدین کے مخالف ہیں۔

Islamic Centre Rawalpindi. 786
...ings\Administrator\Desktop\Graphic1. not found.

الجواب:ص۵

(۱) کتاب وسنت کے ماہر یعنی عالم دین سے مسئلہ پوچھنا کہ ''اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے'' تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع و اقتداء ہے ۔اہلِ حدیث اسی کے قائل و فاعل ہیں کہ ہر عامی (جاھل) پر لازم ہے کہ کتاب و سنت کے عالم سے کتاب و سنت کا مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے والحمدللہ یہ سرے سے تقلید ہی نہیں ہے۔

(۲) کتاب و سنت پوچھنے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کو کسی مستند عالم نے تقلید نہیں قرار دیا۔

(۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے۔اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

''ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے''

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵ وحقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیووی ص ۷۰)

امام ابوحنیفہ کا ''غیر مقلد'' ہونا صراحت سے درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ج ا ص ۵۱، معین الفقہ ص ۸۸

(۴) امام ابوحنیفہ غیر مقلد کے بارے میں یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وہ کبھی امام کو گالیاں دیتے اور کبھی مقتدیوں سے لڑتے، لہذا اوکاڑوی صاحب نے اس عبارت ''غیر مقلد کی تعریف'' میں امام ابوحنیفہ کی توہین کی ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830386

الجواب: ص ۶

(۱) اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''مگر دیکھا جاتا ہے کہ بوجہ اختلاف آراء علماء و کثرت روایات مذہب واحد معین کے مقلدین میں بھی عوام کیا خواص میں مخاصمت و منازعت واقع اور غیر مقلدین میں بھی اتفاق و اتحاد پایا جاتا ہے غرض اتفاق و اختلاف دونوں جگہ ہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

حنفی و شافعی مقلدین کے درمیان طویل خونریز جنگیں ہوئی ہیں دیکھئے معجم البلدان (ج ۱ ص ۲۰۹، اصبھان) والکامل فی التاریخ لابن الاثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنۃ ۵۶۰ھ) و معجم البلدان (ج ۳ ص ۱۱۷، ری)

(۲) اوکاڑوی صاحب کا یہ بیان، اس مفہوم کے ساتھ تجلیات صفدر (ج ۱ ص ۶۲۱ مطبوعہ فیصل آباد) میں بھی موجود ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ وحید الزمان و نور الحسن و نواب صدیق حسن خان کی کتابیں تمام اہلِ حدیث علماء و عوام کے نزدیک غلط و مسترد ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ وحید الزمان وغیرہ کی کتابیں اور حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا

غلط اور مردود ہے۔

وحیدالزمان حیدرآبادی نے خود لکھا ہے کہ:

''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ھدیۃ المھدی تالیف کی ہے تو اہلِ حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و غیرہم تم سے بدل ہو گئے اور عامہ اہلِ حدیث کو اعتقاد تم سے جاتا رہا۔ میں نے جواب دیا الحمد للہ کوئی مجھ سے اعتقاد نہ رکھے۔۔'' الخ

settings\Administrator\Desktop\7.tif not found.

(لغات الحدیث، کتاب الشین ص۵۰، ج۲)

وحیدالزمان نے لکھا ہے کہ:

''ولا بـد لـلـعامي من تقليد مجتهد أو مفتي ''یعنی: عامی کے لئے مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۷ مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ا ص ۳۵۶، غیر مقلدین کی فقہ کے دوسو مسائل، تصنیف اوکاڑوی ص ۴ فقرہ:۱۴)

معلوم ہوا کہ وحیدالزمان اہلِ حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا، لہذا اس کا کوئی حوالہ اہلِ حدیث کے خلاف پیش نہیں کرنا چاہئے۔

لطیفہ: دیوبندیوں نے صحیح بخاری کی شرح ''فضل الباری'' لکھی ہے جس میں وحیدالزمان حیدرآبادی کا ترجمہ اپنی مرضی

اورخوشی سے منتخب کر کے لکھا ہے چنانچہ محمد یحیی صدیقی دیوبندی داماد شبیراحمد عثانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ طے ہوا کہ مولانا وحیدالزمان کا اردو ترجمہ دوسرے کالم میں دیا جائے۔اس ترجمہ کی شمولیت میں میرا بھی مشورہ شامل ہے کیونکہ خود علامہ عثانی کو یہ ترجمہ پسند تھا'' (فضل الباری ج ا ص ۲۳)

کیا خیال ہے اگر دیوبندیوں کے خلاف وحیدالزمان کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں تو؟

(۳) ان مردود کتابوں کو اہلِ حدیث کے خلاف وہی شخص پیش کرتا ہے جوخود بڑا ظالم ہے۔

(۴) قلائد قلادہ کی جمع ہے، یہ دونوں لفظ علیحدہ ہیں اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔اختلاف قلادہ وقلائد میں نہیں بلکہ تقلید میں ہے۔موضوع سے فرار کی کوشش کرنا شکست فاش کی علامت ہوتی ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

الجواب: ص ۷

(۱) یہ روایت مشکوۃ المصابیح (ح ۲۱۸) میں بحوالہ ابن ماجہ (۲۲۴) مذکور ہے۔اس کا راوی حفص بن سلیمان القاری جمہور محدثین کے نزدیک روایتِ حدیث میں سخت مجروح ہے۔زیلعی حنفی نے دارقطنی سے نقل کیا: ''حفص هذا ضعيف'' (نصب الرایہ ۱۱۰/۳) نیز دیکھئے نصب الرایہ (ج ۳ ص ۲۸۰) بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں لکھا کہ:

''هذا إسنادضعيف لضعف حفص بن سليمان البزار'' (ح ۲۲۴)

(۲) مرسل ومدلس وغیرھما اصطلاحات کے جواز پر اجماع ہے جبکہ تقلید کے ممنوع ہونے پر خیر القرآن کا اجماع ہے۔

(۳) اجماع جو ثابت ہو، شرعی دلیل ہے دیکھئے الحدیث حضرو: ۱ص۴، وابراء اھل الحدیث والقرآن للحافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ (ص۳۲)

(۴) کتاب وسنت واجماع وآثار سلف صالحین نہ ہونے کی حالت میں، اگر اضطرار ہوتو قیاس کرنا جائز ہے، یہ قیاس و اجتہاد عارضی ووقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی، یاد رہے کہ کتاب وسنت واجماع وآثار سلف صالحین کے سراسر خلاف قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس مخالف قیاس کرنے والے کے بارے میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أول من قاس إبليس و ما عبدت الشمس والقمر إلا بالمقاييس"

سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا اور سورج وچاند کی عبادت قیاسوں کے ذریعے ہی کی گئی۔

(سنن الدارمی ۱/۶۵ ح ۱۹۵ وسندہ حسن)

بے ہودہ اور فضول قیاس بھی ناقابلِ قبول ہے مثلاً حنفیوں ودیوبندیوں وبریلویوں کا یہ قیاسی مسئلہ ہے کہ:

"کتا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کا منہ بندھا ہوا ہو" (فتاوی شامی ج ۱ص ۱۵۳ وفیض الباری ج ۱ ص ۲۷۴ وبدائع الصنائع للکاسانی ج ۱ص ۴۷)

(۵) حنفی ودیوبندی وبریلوی حضرات: امام شافعی وامام مالک وامام احمد کے قیاسات نہیں مانتے بلکہ صرف اور صرف اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے مفتی بھا قیاسات ہی مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ "قیاس شرعی" کے منکر ہیں۔

(۶) ائمہ مجتہدین کی اتباع اگر بالدلیل ہوتو اس کے لئے اقتداء واتباع کا لفظ مستعمل ہے اور اگر بلا دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند ہوتو اسے تقلید کہتے ہیں جیسا کہ بادلائل گزر چکا ہے۔

(۷) طبقات حنفیہ وغیر کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں کے مذکورین تقلید کرنے والے تھے۔ دیکھئے ص ۳۴

لطیفہ: طبقات مقلدین کے نام سے کوئی کتاب کسی مستند عالم وامام نے نہیں لکھی۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0314-4330986

Islamic Research Centre Rawalpindi. 0514830366

الجواب: ص ۸

(۱) روایت اور رائے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مثلاً

۱: ایک سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں (یہ اس آدمی کی رائے ہے)

۲: دوسرا سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ کے والد صاحب نے مجھے کہا ہے کہ امین کو کہو فوراً گھر آجائے، گھر میں آگ لگی ہوئی ہے (یہ اس آدمی کی روایت ہے)

اب ظاہر ہے کہ دوسرے آدمی کی بات سن کر اوکاڑوی صاحب اپنے گھر کی آگ بجھانے کے لئے دوڑنا شروع کر دیں گے۔ روایت اور گواہوں کی گواہی پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا۔ خواہ مخواہ یہ کہنا کہ کوا سفید ہے اور دودھ کالا ہے، یہ امین اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لیں کہ قاریوں کی قرأت اور راویوں کی روایات، یہ سب بابِ روایت سے ہے۔ اور قیاس واجتہاد کرنے والے کا قیاس واجتہاد اس کی رائے میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے اقوال کو رائے قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۲۸

اوکاڑوی صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ رائے اور روایت میں فرق ہوتا ہے۔ قاری عاصم کوفی نے جو قرآن پڑھ کر سنایا تھا وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا نہیں تھا بلکہ اس نے اپنے استادوں سے سنا تھا اور آگے پہنچا دیا۔ جبکہ رائے وقیاس وغیرہ تو خود گھڑے، بنائے اور اجتہاد کئے جاتے ہیں اور پھر یہ کہہ کر اعلان کر دیا جاتا ہے کہ: ''اگر یہ صحیح ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے اور غلط ہوا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے'' کیا قرآن کی قرأت کے بارے میں بھی ایسا ہی اعلان کیا جاتا ہے؟

(۲) ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں وعلماء کا مجتہد ہونا اجماعِ امت وآثارِ سلف سے ثابت ہے جبکہ مجتہد کی تقلید کا کوئی حکم نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے کیا آپ لوگوں کو کوئی ایسی آیت مل گئی ہے جس میں

یہ لکھا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کر کے، اندھا دھند، بے سوچے سمجھے، صرف ایک مجتہد کے قیاس واجتہاد پر بغیر دلیل کے عمل کرو؟ **سبحانک هذا بهتان عظیم**

(۳) منہاج السنہ کی پوری عبادت مع ترجمہ وحوالہ پیش کرنا تمام دیوبندیوں پر قرض ہے۔ اب ہمارا حوالہ بھی پڑھ لیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"**ومن أهل السنة و الجماعة مذ هب قديم معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة و مالكاً والشافعي و أحمد فإنه مذهب الصحابة ..**"

مفہوم: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کے پیدا ہونے سے پہلے، اہلِ سنت والجماعت کا مذہب قدیم ومشہور ہے، کیونکہ یہ صحابہ کا مذہب ہے، رضی اللہ عنہم اجمعین

(منھاج السنۃ ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی پیدائش سے پہلے اہلِ سنت والجماعت موجود تھے لہذا انگریزوں کے دور میں پیدا ہو جانے والے دیوبندیوں وبریلویوں کا اس لقب پر قبضہ غاصبانہ قبضہ ہے۔

(۴) دیوبندیوں کا اعتراف واعلان ہے کہ تقلید نہ کرنے والے اہلِ حدیث، انگریزوں کے دور سے صدیوں پہلے روئے زمین پر موجود تھے۔

دلیل نمبر ۱: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا"

(احسن الفتاوی ج ۱ ص ۳۱۶ مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام ص ۲۰)

دلیل نمبر ۲: اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"امام ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے" (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہ انگریزوں کے دور سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

دلیل نمبر ۳: حافظ ابن القیم نے تقلید کے رد پر ضخیم کتاب "اعلام الموقعین" لکھی ہے۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"**لأنا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة**"

کیونکہ ہم نے دیکھا کہ ابن القیم اس (تقلید نہ کرنے والے/اہلِ حدیث) فرقے کی قسم کا باپ ہے۔

(اعلاء السنن ج ۲۰ ص ۸)

دلیل نمبر ۴: حافظ ابن حزم ظاہری صاحب تقلید کو حرام کہتے تھے دیکھئے ص ۲۸، اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرتِ مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کر لیں بعض سنن مختلف فیہا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب وضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس کا شیوع بھی نہ ہوا تھا بلکہ کیفما اتفق جس سے چاہا مسئلہ دریافت کر لیا اگرچہ اس امر پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائرو منحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہلِ ظاہر ہر زمانہ میں رہے۔''

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

شیوع: شائع، اشاعت، پھیلنا مستحدث: ایجاد، بدعت نکالنا

چند فوائد: اوکاڑوی صاحب اور ان کے مقلدین کی خدمت میں دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اہلِ حدیث (تقلید نہ کرنے والے متبعین کتاب وسنت واجماع) کا اہلِ سنت (واھلِ حق) ہونا باعتراف فریقِ مخالف ثابت ہے۔ والحمد للہ

۱: عبدالحق حقانی نے لکھا ہے کہ:

''اور اہلِ سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہلِ حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں''

(حقانی عقائد الاسلام ص ۳، پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

۲: مفتی کفایت اللہ دھلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''جواب، ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے، محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دھلی'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)

انگریز اور جہاد

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتوی لگا تھا اس فتوی پر چونتیس (۳۴) علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ سوال یہ تھا کہ:

"کیافرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہلِ اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں، اس صورت میں اب شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو وہ فرضِ عین ہے یا نہیں۔۔؟"

علماء نے جواب دیا: "درصورت مرقومہ فرضِ عین ہے"

اس فتوے پر سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے دستخط موجود ہیں دیکھئے علماء ھند کا شاندار ماضی تصنیف سید محمد میاں دیو بندی ج۴ص۱۷۸،۱۷۹ و انگریز کے باغی مسلمان تصنیف جانباز مرزا ص۲۹۳)

اہلِ حدیث عالم سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ تو جہاد کی فرضیت کا فتوی دے رہے تھے اب دیو بندی علماء کی کاروائیاں بھی پڑھ لیں۔

۱: دیو بندیوں کے پیارے مولوی فضل الرحمٰن مراد آبادی کہہ رہے تھے کہ:

"لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں"

(سوانح قاسمی ج۲ص۱۰۳ حاشیہ، علماء ھند کا شاندار ماضی ج۴ص۲۸۰ حاشیہ)

۲: عاشق الٰہی میرٹھی دیو بندی نے محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے بارے میں لکھا کہ:

"اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"

(تذکرۃ الرشید ج۱ص۷۹)

میرٹھی نے مزید لکھا کہ:

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی۔۔"

(تذکرۃ الرشید ج۱ص۷۶)

ان عبارتوں میں "مہربان سرکار" اور "رحمدل گورنمنٹ" انگریزوں کی حکومت کو کہا گیا ہے۔

۳: ۳۱ جنوری ۱۸۷۵م بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز پامر نے دیو بندی مدرسہ کا دورہ کیا اور نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا، یہ انگریز لکھتا ہے کہ: "یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون ہے"

(کتاب: مولانا محمد احسن نانوتوی تصنیف محمد ایوب قادری ص۲۱۷، فخر العلماء ص۶۰)

۴: غالی دیو بندی سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں کہ:

"شاید اس سلسلہ میں سب سے گراں قدر فیصلہ وہ فتوی ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرحوم مولانا مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا۔ کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ مولانا محمود حسن کے بھی دستخط ہیں کہ مسلمان مذھبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسرِ جنگ

کیوں نہ ہو' (تحریک شیخ الھند ص ۳۰۵)

تنبیہ: سید محمد میاں نے اس حوالے پر تعجب کرتے ہوئے بعض فضول اعتراضات کئے ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ دیوبندیت کی گرتی ہوئی دیواروں کو گرنے سے بچایا جائے، سابقہ تین حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حوالے پر محمد میاں کے اعتراضات باطل ہیں۔

(۵) ''تنبیہ الغافلین'' نصر بن محمد السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) کی کتاب ہے جو موضوع و بے اصل روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ''تنبیہ الوھابین'' محمد منصور علی تقلیدی، باطل پرست کی کتاب ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ امین اوکاڑوی نے یہاں کس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اہل حدیث کے خلاف اپنے باطل پرست مولویوں کی کتابیں پیش کرنا دیوبندیوں کی خاص عادت ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 051-4830386

الجواب: ص ۹

(۱) محمد بن الحسن الشیبانی (کذاب) کی کتاب الآثار میں لکھا ہوا ہے کہ:

''أخبرنا أبو حنيفة عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري '' الخ (ح ۳۷۲ ص ۱۷۳)

عطیہ بن سعد العوفی کے بارے میں تقریب التھذیب میں ہے کہ:

'' صدوق یخطئ کثیر اً و کان شیعیاً مدلساً '' (۴۶۱۶)

شیعہ کے شاگرد ہونے کی وجہ سے کیا آپ لوگ امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھیں گے کہ ''شیعہ کی شاگردی اختیار کر لی اور ۔۔ کے افکار کو اپنا لیا''

(۲) مدینہ کے جلیل القدر شیخ محمد بن ھادی المدخلی نے تقلید کے رد پر کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے، دیکھئے ص ۳۶)

سعودی عرب کے مشہور حنبلی عالم شیخ حمود بن عبداللہ التویجری (متوفی ۱۴۱۳ھ) نے تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں '' القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ '' لکھی جس کا اردو میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(شرکیہ اعمال یا فضائل اعمال، مترجم عطاء اللہ ڈیروی، ناشر گرجاکھی کتب خانہ لاہور)

اس کتاب میں شیخ حمود نے الشیخ محمد تقی الدین الھلالی کا حسین احمد مدنی ٹانڈوی کے بارے میں قول نقل کیا ہے۔ شیخ الھلالی نے مدنی مذکور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

'' ویلک یا مشرک '' تیری بربادی ہوائے مشرک (القول البلیغ ص ۸۹)

تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں عرب شیوخ مثلاً شیخ محمد بن ابراھیم آل الشیخ، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ کے فتاوی کے لئے دیکھئے '' کشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من أخطار '' اس کا ترجمہ: ''تبلیغی جماعت کے اندر سموئے ہوئے خطرات کے انکشافات'' شیخ رائد کی کتاب ''معجم البدع'' ص ۹۵

(۳) یہ سب بلا دلیل و بے حوالہ باتیں ہیں۔ (باقی آئندہ ان شاء اللہ)

Islamic Research Centre Rawalpindi 0314-4330366

حافظ زبیر علی زئی

یمن کا سفر

سونے سے پہلے الارم

شیخ ناصر الکحل حفظہ اللہ سے ملاقات کے بعد حسن عبدہ کے گھر میں واپس آئے۔ کھانا وغیرہ کھا پی کر سونے کی تیاری کی۔ ابوھشام منصور اپنے موبائل پر صبح پانچ بجے کا الارم لگانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں یاد دلایا کہ میں ان شاء اللہ انہیں پانچ بجے بغیر الارم کے اٹھادوں گا جیسا کہ گذشتہ رات میں نے انہیں مقررشدہ وقت پر اٹھا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ سوتے وقت جس ٹائم اٹھنے کا ارادہ ہوتو اسی وقت آنکھ کھل جاتی ہے۔ شدید بیماری وغیرہ کی بعض حالتیں کبھی کبھار مستثنیٰ ہیں۔

رات ابوالعریش (شہر) میں گزارنے کے بعد صبح پانچ بجے میں نے ابوھشام وغیرہ کو اٹھا دیا۔ شیخ مطری کافی دیر پہلے اٹھ کر تہجد پڑھتے رہے۔

صبح کی نماز کے بعد ناشتے کے بغیر ہی یہاں سے یمن کی طرف روانہ ہوئے۔ سعودی عرب کا اس طرف آخری شہر طوال آیا اور گزر گیا۔

سفر شروع کرتے وقت دعائے سفر کے بعد صبح کے اذکار پڑھے تھے۔ ابوھشام کی یہ خوبی ہے کہ وہ خود بھی صبح وشام کے اذکار پڑھتے ہیں اور بشمول اپنی اولاد کے دوسروں سے بھی ان کا اہتمام کرواتے ہیں۔

اذکار کی تکمیل کے بعد شیخ مطری بولے:

'' **عن المقداد بن الأسود قال قال رسول الله ﷺ : إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَن ، إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَن ،إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَن ، وَلَمَنْ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَوَاهاً** ''

(ترجمہ: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ شخص خوش قسمت ہے جو فتنوں سے بچا رہے، آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اور فرمایا: اور جو شخص آزمائش میں مبتلا کیا جائے پھر وہ صبر کرے تو کتنا ہی اچھا ہے) **رواہ ابو داود باسنادہ حسن** '' (اسے ابوداود:۴۲۶۳ نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

شیخ مطری نے عربی متن تین دفعہ پڑھا اور یہ مطالبہ کیا کہ ہر آدمی یہ حدیث زبانی پڑھے تا کہ یہ حدیث یاد ہو جائے۔ ہم

سب نے باری باری یہ حدیث زبانی پڑھی۔
شیخ مطری نے بتایا کہ: شیخ مقبل اسی طرح احادیث پڑھ کر اپنے شاگردوں کو یاد کرواتے تھے۔
شیخ مطری نے اپنی پیاری باتوں کے ساتھ سفر کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

سر زمین یمن میں

چونکہ شیخ مطری ابوالعریش سے ہمارے قافلے میں شامل ہو گئے تھے لہذا گاڑی میں جگہ تنگ ہو گئی تھی۔ جس کا علاج یہ کیا گیا کہ چھوٹے بچے هشام کو میں نے اپنے ساتھ اگلی سیٹ پر بٹھالیا۔ شیخ مطری، ابوعقیل اور ابو مالک پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے
۔

ابوالعریش سے طوال اور طوال سے حرض (الیمن) والی چیک پوسٹ پر پہنچے۔
راستے میں ہشام بن منصور اپنی پیاری اور توتلی زبان میں قرآن مجید کی بعض سورتیں پڑھتا رہا۔
سعودی جوازات (Posport Authorities) اور یمنی جوازات و جمارک (Tax Authorities) وغیرہ سے فارغ ہو کر حرض پہنچے۔ ہمارے پاسپورٹ پر سعودیہ سے خروج اور یمن میں دخول کی مہریں لگ چکی تھیں۔ قانونی کارروائیوں کے تمام مراحل بخیر وخوبی طے ہو چکے تھے۔
یمن کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب منظر دیکھا۔ تقریباً ہر آدمی کی کمر سے ایک مضبوط پٹہ بندھا ہوا تھا جس کے ساتھ تلوار نما ایک میان لٹکی ہوئی تھی جس میں ایک بڑا اور خوفناک قسم کا خنجر اڑسا ہوا تھا۔ اہل یمن کا یہ خاص شعار ہے۔ وہ اسے جَنْبِیُہ اور خنجر کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمانۂ قدیم کے کسی علاقے میں پہنچ چکے ہیں۔ یمن میں یہ خناجر اور ہر قسم کا ہلکا اسلحہ آزاد ہے۔
چونکہ ہم نے ناشتہ نہیں کیا تھا لہذا اس کے لیے ایک مناسب ہوٹل کی تلاش میں سرگرم رہے۔ سعودی کرنسی میں سے پانچ سو ریال یمنی کرنسی میں چینج (تبدیل) کئے۔ ایک سو سعودی ریالوں کے تقریباً پانچ ہزار یمنی ریال ملتے ہیں، یعنی ایک سعودی ریال: انچاس سے اوپر اور پچاس کے قریب یمنی ریالوں کے برابر ہے۔
ایک ہوٹل ملا جو ازمنۂ قدیم کی پس ماندگی کا شاہ کار تھا۔ یہاں سعودیہ والی جدید تہذیب ونفاست اور صفائی کا تصور تک بعید از امکان تھا۔ ہم سب نے زمین پر بچھی ہوئی گول گرد آلود و بوسیدہ چٹائیوں پر بیٹھ کر جو میسر ہوا ناشتہ کیا۔ برتنوں وغیرہ کی صفائی سے یہ لوگ عاری اور بے پرواہ تھے۔
ناشتے کے بعد ابوهشام نے بل ادا کیا اور ہم یہاں (حرض) سے حدیدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔
سعودیہ کی بہ نسبت یمن میں کھانا پینا بہت سستا ہے۔
حرض سے حدیدہ تک کا علاقہ تہامہ کہلاتا ہے۔ یہ میدانی علاقہ ہے۔ راستے میں سڑکوں پر کئی جگہ کتے بلیاں مرے پڑے

تھے۔انہیں تیز رفتار گاڑیوں نے کچل دیا تھا۔

حُدَیدہ میں آمد

ظہر کے وقت ہم شیخ محمد بن عبدالوھاب الوصابی کے شہر حدیدہ پہنچ گئے۔

شیخ وصابی سے ملاقات، مدینہ میں شیخ فالح بن نافع الحربی المدنی کے گھر میں ہوئی تھی۔وصابی مذکور یمن کے ایک عالم اور شیخ مقبل بن الوادعی رحمہ اللہ کے شاگرد ابوالحسن المأربی المصری الیمنی پر شدید جرح کر رہے تھے۔

ابوالحسن المأربی پر شیخ یحیی الحجوری الیمنی، شیخ محمد بن عبداللہ الإمام، شیخ توفیق البعدانی الیمنی، شیخ فالح الحربی اور شیخ ربیع المدخلی وغیرہم بھی جرح کرتے ہیں۔

شیخ سعد الحمید (الریاض)، شیخ احمد المطری الیمنی اور بعض شیوخ اس المأربی کا دفاع کرتے ہیں۔

تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب ''أنوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل'' ص ۲۴۱

سعودی عرب میں سلفیوں کی ایک قسم ہے جسے تقلیدی سلفی (السّلفی التقلیدي) کہتے ہیں دیکھئے الشرق الأوسط ۱۴ رمضان ۱۴۲۵ھ ۲۸۔اکتوبر ۲۰۰۴م ص ۲

تقلیدی سلفیوں میں شیخ فالح اور شیخ ربیع بن ھادی المدخلی کا بڑا مقام ہے۔

برمنگھم (انگلینڈ) کے تقلیدی سلفیوں کے نزدیک جرح وتعدیل میں شیخ فالح الحربی کا بہت بڑا مقام تھا، وہ جرح وتعدیل کے امام سمجھے جاتے تھے۔مگر جب شیخ ربیع نے ان پر رد کر دیا تو فوراً تقلیدی سلفیوں کے نزدیک شیخ فالح ہیرو سے زیرو ہوگئے۔(شیخ فالح الحربی کا ذکر میری کتاب أنوار السبیل میں ہے۔دیکھئے ص ۱۵۵)

یہ شیخ ربیع وہی ہیں جو پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔النکت علی ابن الصلاح لابن حجر اور المدخل للحاکم ان کی تحقیق سے چھپی ہیں۔ان تحقیقات کے پہلے ایڈیشن میں شیخ ربیع کو بہت زیادہ اخطاء واوھام ہوئے ہیں۔

مثلاً حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ سے ایک حدیث مع سند ومتن نقل کی ہے۔(النکت علی ابن الصلاح ج ۲/ ۵۹۳)

شیخ ربیع اس پر حاشیہ لکھتے ہیں کہ: ''لم أجدہ فی صحیح ابن خزیمۃ'' میں نے اسے صحیح ابن خزیمہ میں نہیں پایا۔الخ (ایضاً ص ۵۹۳) حالانکہ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ (ج ۱ ص ۲۸۷ ح ۵۷۳) میں موجود ہے۔

شیخ ربیع نے سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی جو گستاخی کی تھی اس سے علانیہ توبہ کر لی ہے۔یہ ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔شیخ ربیع کا مختصر اور جامع ذکر میں نے انوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل میں لکھا ہے۔(ص ۶۷) والحمد للہ

شیخ ربیع نے قطبیوں اور مبتدعین پر زبردست رد کیا ہے آج کل وہ ابوالحسن المأربی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ابوالحسن نے بھی ان پر تقریر وتحریر کے ذریعے بڑا رد کر رکھا ہے۔سنا ہے کہ اس نے شیخ ربیع کے رد پر ایک سو اسی کیسٹیں جاری کی

ہیں۔

کسی وجہ سے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر آج کل شیخ ربیع مکہ مکرمہ کی عوالی میں قیام پذیر ہیں۔ میں ان کے پاس کچھ دن رہا ہوں۔ بہترین مکتبے کے مالک اور شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اپنے سوا دوسرے لوگوں کو (جو ان کے ہم نوا نہیں ہیں) احمق اور بے وقوف سمجھتے ہیں۔ پاکستان کے بعض کبار علماء نے ان پر جرح کر رکھی ہے۔

میں نے شیخ ربیع سے ان کے مکتبے (گھر) میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

إن التقليد واجب (بے شک تقلید واجب ہے)

میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

شیخ ربیع المدخلی نے دوبارہ کہا: '' **إن التقليد واجب** ''

یہ سن کر میں نے اپنا سامان (بیگ) اٹھایا اور عوالی کو خیر باد کہہ کر حرم (بیت اللہ) چلا آیا۔

گذشتہ رمضان میں جب مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو شیخ فالح الحربی نے اپنے شاگرد فیصل بن لافی التمیمی المدنی کے ذریعے اپنے پاس بلایا۔ میرے ساتھ ذوالفقار بن ابراہیم الاثری (من بریطانیہ) اور شاہد (جامعہ اسلامیہ کے طالب علم، از گوجرانوالہ پاکستان) تھے۔ شیخ فالح کافی دیر تک شیخ ربیع پر جرح کرتے رہے اور کہا کہ:

'' **ربيع مرجئي** '' ربیع مرجئی ہیں۔ خیر یہ تو ''اکابر'' کی باہمی چشمک اور جروح ہیں جن سے ہم لوگوں کو دور رہنا چاہیے۔ مبتدعین زمانہ کے خلاف شیخ ربیع اور شیخ فالح کی مساعی جمیلہ کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ والحمد للہ

تنبیہ: انگلینڈ وغیرہ کے تقلید سلفیوں نے کذب و افتراء اور تشدد کی راہ اپناتے ہوئے اہلِ حدیث علماء وعوام پر رد شروع کر رکھے ہیں۔ ذرہ سی بات یا اجتہادی خطا پر وہ لوگوں کو سلفیت سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ پرانے زمانے میں بھی تھے جن کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' **ما هولاء بأصحاب الحديث، بل فجرة جهلة ، أبعد الله شرهم** '' یہ اصحاب حدیث نہیں ہیں بلکہ فاجر و جاہل ہیں۔ اللہ ان کے شر کو دور کرے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴۶۰/۱۷)

انہی کذابین میں سے ابو خدیجہ عبدالواحد بن محمد عالم میر پوری، یاسر احمد بن خوشی محمد اور ابو یوسف عبدالرحمٰن حافظ تینوں کذب و افتراء میں بہت مشہور ہیں۔

شیخ الوصابی کے دروازے پر

ظہر و عصر کی دونوں نمازیں، شیخ وصابی کی مسجد میں جمع اور قصر کے ساتھ پڑھیں۔ مسجد میں صفائی کا کوئی خاص انتظام موجود نہیں ہے۔ استنجا خانے اور وضو کی جگہیں پرانے زمانے کی یادگار ہیں، بدبو اور عدم صفائی کا شاہکار ہیں۔

نماز سے فارغ ہو کر شیخ محمد بن عبدالوہاب الوصابی کے گھر کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد ان کا تیرہ

چودہ سال کا بیٹا باہر آیا۔اسے کہا کہ: اپنے والد صاحب (شیخ وصابی) سے کہو کہ چند مہمان آپ سے مختصر ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ واپس آیا اور بولا: ابا جان کہتے ہیں کہ عصر تک انتظار کریں، عصر کے بعد ملاقات ہوگی۔ ہم نے کہا: وصابی صاحب سے کہو کہ ریاض (سعودی عرب) سے کچھ مہمان آئے ہیں جن کے ساتھ ایک پاکستانی بھی ہے۔ لمبے سفر پر جارہے ہیں۔ وہ آپ کا زیادہ وقت نہیں لیں گے صرف سلام کہہ کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ان کے پاس انتظار کا وقت نہیں ہے۔ان کا پروگرام ہے کہ رات سے پہلے معبر (یمن کے ایک شہر) پہنچ جائیں۔

لڑکا گیا مگر واپس نہ آیا۔شیخ وصابی صاحب نے باہر نہ آنا تھا نہ آئے۔ وہ اکرام ضیف کی ''بہترین'' تصویر ہیں۔

کافی دیر انتظار کے بعد ہمیں بے نیل و مرام واپس ہونا پڑا۔

حدیدہ میں دوپہر کا کھانا

شیخ مطری نے بتایا کہ حدیدہ میں ان کے کچھ رشتہ دار رہتے ہیں۔ان سے سلام دعا کرتے ہوئے یہاں سے جلدی چلیں گے۔ جب شیخ مطری کے رشتہ داروں کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے گھر میں بٹھا کر دوپہر کے کھانے کا بندوبست کردیا۔مطری کے عم زاد (Cousin) پابند شرع ،ملنسار اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ان کے چار پانچ بیٹے ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ یہ سب لڑکے جوڈو کراٹے سے بہت دلچسپی رکھتے تھے بلکہ بعض کے پاس بلیک بیلٹ بھی تھے۔ان میں سے ایک اسی سلسلے میں ایک مہینے کے لیے جاپان بھی گیا تھا۔کھانا انتہائی پرتکلف اور یمنی انداز کا تھا۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مطری صاحب کے عم زاد پانی سے بھری بالٹی لے آئے اور یہ مطالبہ کیا کہ سارے آدمی اسی بالٹی میں ہاتھ ڈال کر بالٹی میں ہی ہاتھ دھوئیں۔

پٹھانوں کے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں حالتوں میں ایک بچہ یا بڑا آدمی اپنے کندھے پر تولیہ رکھے دائیں ہاتھ میں نیم گرم پانی کا لوٹا اور بائیں ہاتھ میں برتن پکڑے ہوئے ،مہمانوں کے پاس آکر ان کے ہاتھ دھلواتا ہے۔ یہ خاص قسم کا برتن ہوتا ہے جس میں پانی گرتا تو ہے لیکن نظر نہیں آتا۔اس کے اوپر والے حصے میں چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوتے ہیں۔ ہاتھ دھلوانے کے بعد یہی بچہ یا بڑا آدمی تولیہ پیش کرتا ہے۔

ابو ھشام وغیرہ نے اس بالٹی میں ہاتھ دھوئے لیکن میں اس سے دور رہا،مندیل والے کاغذ سے ہاتھ پونچھ کر بعد میں اس گھر سے نکلنے کے بعد پانی سے ہاتھ دھوئے۔ بالٹی والا یہ انداز مجھے پسند نہیں تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یمنی قبائلیوں کا یہی رواج ہے۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہوکر ،عصر سے پہلے ہی یمن کے ایک مشہور شہر معبر کی طرف ہم روانہ ہوئے۔

اب میدانی علاقے کے بجائے پہاڑی علاقہ شروع ہوگیا تھا۔ بے آب و گیاہ پہاڑوں کے درمیان سرسبز و شاداب وادیاں عجیب حسین منظر پیش کررہی تھیں۔سانپ کی طرح بل کھاتی سڑک اور پہاڑی پگڈنڈیوں پر جناب ابو ھشام

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830586

صاحب تیزی سے گاڑی چلا رہے تھے۔

ھشام کی پیاری قرأت اور شیخ مطری کے شذرات و لطائف سے یہ طویل سفر طے ہو رہا تھا۔ کوشش یہ تھی کہ شام سے پہلے پہلے معبر پہنچا جائے۔ ابوھشام منصور نے گاڑی چلاتے ہوئے شیخ مطری کا ایک واقعہ سنایا۔ شیخ مطری نے اپنے ایک ہم سفر آدمی سے کہا تھا: أَكْلُكَ حَرامٌ (تیرا کھانا حرام ہے)

وہ شخص بڑا پریشان اور ناراض ہوا، وہ یہ سمجھا کہ شیخ صاحب اسے حرام خور سمجھتے ہیں حالانکہ اس کے رزق میں حرام والی کوئی بات ہی نہیں۔ اس شخص نے سخت احتجاج کیا اور بتایا کہ اس کا کھانا پینا سب حلال میں سے ہے۔

بعد میں شیخ صاحب نے اسے بتایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ: أکلک حرام (تجھے کھانا حرام ہے)

ظاہر ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ انسان کو کھانا حرام ہے اس واقعے سے معلوم ہوا کہ شیخ مطری صاحب تدلیس فی المتن سے خوب کام لیتے ہیں۔ لہذا انہیں مدلسین کی صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

میرے ایک پیارے دوست اور شاگرد تدلیس فی المتن کے انتہائی ماہر بلکہ امام فی التدلیس ہیں۔

شام ہو گئی مگر ہم ابھی راستے پر ہی تھے۔ ابوھشام نے بتایا کہ ان کی نظر میں کچھ کمزوری ہے جو رات میں زیادہ کمزور ہو جاتی ہے۔ لہذا گاڑی کی رفتار کم کرنا پڑی۔ عشاء سے پہلے ہم معبر شہر میں داخل ہو گئے۔ تہامہ کے برعکس یہاں کافی سردی تھی مگر حضرو (وادی چھچھ) کی سردی کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے۔

میرے ایک پیارے دوست اور بھائی (پروفیسر) ابوانس محمد سرور گوہر صاحب کھڈیاں ضلع قصور کے رہنے والے ہیں۔ وہ جن دنوں حضرو میں مقیم تھے تو سردیوں میں تین تین رضائیاں اوپر نیچے ڈال کر سوتے تھے۔ اور حضرو کی سردی کا بہت شدت سے شکوہ کرتے تھے۔ آج کل قصور کے ایک سرکاری کالج میں لیکچرار ہیں۔

Islamic Research Centre Rawalpindi 0514830366

ابوثاقب محمد صفدر حضروی

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

Islamic Research Centre Rawalpindi. 051-4830366

'' آپ کہہ دیجئے کہ یہی (دین اسلام) میرا راہ ہے میں اور میرے ماننے والے، لوگوں کو اللہ کی طرف دلیل و برہان کی روشنی میں بلاتے ہیں'' [یوسف:١٠٨]

'' تا کہ جو ہلاک ہو، دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے دلیل سے زندہ رہے'' [الانفال:٤٢]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

١: '' اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے'' [بخاری:٦٤١٠، مسلم:٢٦٧٧]

٢: '' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں سے'' [مسلم:٧٥٢]

٣: '' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ جب صبح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ ایک (رکعت پہلی ساری) نماز کو طاق بنا دیگی'' [بخاری:٩٩٠، ٩٩٣ مسلم:٧٤٩]

٤: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے (آخری) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان (سلام پھیر کر) بات چیت بھی کرتے'' [ابن ماجہ: ١١٧٧، مصنف ابن ابی شیبہ: ٢٩١/٢]

٥: '' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے'' [مسلم:٧٣٦]

٦: '' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جسکی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے'' [ابوداؤد:١٤٢٢، نسائی:١٧١٠، ابن ماجہ:١١٩٠، صحیح ابن حبان:٦٧٠، مستدرک ٣٠٢/١ وغیرہ]

تین رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ پھر ایک رکعت وتر پڑھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔ [دیکھئے مسلم: ٧٥٢، ٧٣٦، ٧٦٥، ٧٦٩، بخاری: ٦٢٦، ٩٩٠، ٩٩٣، ٩٩٤، ٢٠١٣، ابن ماجہ: ١١٧٧، نسائی ١٦٩٨ صحیح ابن حبان: ٦٧٨ صحیح ابن حبان الاحسان ٧٠/٤، ٢٤٢٦ وغیرہ]

٧: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا کہ وہ وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں اور پوچھا گیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔[مسلم:۷۵۳]

۸: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔[بخاری: ۹۹۱، طحاوی: ۱۵۴۹، ۱۵۵۱، آثار السنن ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲]

۹: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔[بخاری:۳۷۶۴، ۳۷۶۵، آثار السنن ۶۰۳]

۱۰: سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔[بخاری: ۶۳۵۶، طحاوی: ۱۶۳۴، آثار السنن: ۶۰۵، ۶۰۶، وغیرہ]

۱۱: امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔[دارقطنی: ۱۶۵۷، طحاوی ۱۶۳۱، آثار السنن ۶۰۴]

۱۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آخر رات میں نہ اٹھ سکے تو وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو آخر رات اٹھ سکے وہ آخر رات وتر پڑھے کیونکہ آخر رات کی نماز افضل ہے۔[مسلم:۷۵۵]

۱۳: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول رات، رات کے وسط اور پچھلی رات (یعنی) رات کے ہر حصہ میں نماز پڑھی۔[بخاری:۹۹۶، ۷۵۵]

۱۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں۔[ابوداؤد ۱۴۳۹، ابن خزیمہ ۱۱۰۱، ابن حبان ۶۷۱، وغیرہ]

۱۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔[مسلم:۷۵۱]

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو وتر کے بعد رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں۔

۱۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین وتر (اکٹھے) نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو۔ اور مغرب کی مشابہت نہ کرو۔[دارقطنی نمبر ۱۶۳۴، ابن حبان ۶۸۰، آثار السنن ۵۹۱، ۵۹۲ وغیرہ]

اس کے برعکس بعض حضرات نے یہ فتوی دیا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔[دیکھئے علم الفقہ ص ۱۸۲ از عبدالشکور لکھنوی دیوبندی]

دیوبندیوں کے مفتیِ اعظم عزیز الرحمٰن (دیوبندی) نے فتویٰ دیا ہے ''کہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز حتی الوسع نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس شخص کا امام بنانا اچھا نہیں ہے؟''

[دیکھئے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۵۴ سوال نمبر ۷۷۰، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان]

حرمین شریفین میں بھی امام ایک رکعت وتر پڑھاتے ہیں۔ اب ان حجاج کرام کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ اور اس فتویٰ کی زد میں کون سی شخصیات آتی ہیں؟ جبکہ جناب خلیل احمد سہارنپوری (دیوبندی) صاحب انوار ساطعہ کے بدعتی مولوی پر رد

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہما اس مقر۔اور امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کا وہ مذہب۔ پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے۔ کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا، [براہین قاطعہ ص ۷]

یہ فریق مخالف کی کتب کے ہم حوالے اس لیے دیتے ہیں تا کہ ان پر حجت تمام ہو جائے۔اور ویسے بھی ہر فریق کے لیے اس کی کتاب یا اپنے اکابرین کی کتاب اس پر حجت ہے۔[دیکھئے بخاری،۳۶۳۵،مسلم:۱۶۹۹]

جب تک وہ اس سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو حضرات تین وتر اکٹھے پڑھتے ہیں وہ اصلاح کرلیں اور اپنے علماء سے اس کی دلیل طلب کریں کہ کونسی صحیح حدیث میں تین وتر اکٹھے پڑھنا آیا ہے۔جن روایات میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا ذکر آیا ہے وہ سب بلحاظِ سند ضعیف ہیں۔ بعض میں قتادہ رحمہ اللہ مدلس ہے اور مدلس کی ''عن'' والی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ جب تک وہ سماع کی صراحت نہ کرے یا پھر کوئی دوسرا ثقہ راوی اس کی متابعت نہ کرے (تاہم بعض صحابہ کرام سے تین وتر اکٹھے پڑھنا ثابت ہے)

یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔[دیکھئے خزائن السنن ص ا حصہ اول، ازالۃ الریب ص ۲۳۷ از جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی، حقائق السنن ص ۱۵۶،۱۶۱، وغیرہ]

تاہم اگر کوئی ان ضعیف روایات (اور آثار) پر عمل کرنا چاہے تو دوسری رکعت میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے گا۔ بلکہ صرف آخری رکعت میں ہی تشہد کے لیے بیٹھے گا۔ جیسا کہ السنن الکبریٰ للبیہقی وغیرہ میں قتادہ کی روایت میں ہے۔

زادالمعاد ص ۳۳۰ ج ۱ اور مسند احمد ص ۱۵۵ ج ۵ والی روایت '' لا فصل فیھن'' یزید بن یعمر کے ضعف اور حسن بصری رحمہ اللہ کے عنعنہ (دو علتوں) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دو تشہد اور تین وتر والی مرفوع روایت بلحاظِ سند موضوع و باطل ہے۔ دیکھئے الاستیعاب ص ۴۷۱ ج ۴ ترجمہ ام عبد بنت اسود، میزان الاعتدال وغیرہما۔ اس کے بنیاوی راوی حفص بن سلیمان القاری اور ابان بن ابی عیاش ہیں۔ دونوں متروک و متہم ہیں۔ نیچے کی سند غائب ہے۔ اور ایک مدلس کا عنعنہ بھی ہے۔ اتنے شدید ضعف کے باوجود'' حدیث و اہلحدیث'' کے مصنف نے اس موضوع (جھوٹی) روایت سے استدلال کیا ہے۔ دیکھئے کتاب مذکور ص ۵۶۳، نمبر ۲۲ طبع مئی ۱۹۹۳ء تفصیل کے لئے دیکھیں ھدیۃ المسلمین (ص ۵۶)

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔'' ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان پر فتنہ (شرک و کفر) اور دردناک عذاب آنہ جائے۔'' [سورۃ النور ۶۳] مومن کی تو یہ شان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان آ جائے تو سرِ تسلیم خم کر دے۔ اس کا عمل اگر پہلے خلاف سنت تھا۔ تو اب دلیل مل جانے پر اپنے عمل کو حدیثِ رسول کے مطابق کرے، یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ حدیثِ رسول کو اپنے پہلے سے طے شدہ اصول اور عمل کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے!۔ (ماخوذ از ھدیۃ المسلمین ص ۵۴، از حافظ زبیر علی زئی)

خود تو بدلتے نہیں حدیث کو بدل دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ وفکر سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

۱۷: فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔ کسی نے پوچھا: انکار کرنے والا کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے میرا انکار کیا'' [صحیح بخاری ۷۲۸۰] نیز فرمایا:

۱۸: ''جس نے بھی میری سنت سے منہ موڑا وہ ہم میں سے نہیں ہے'' [بخاری ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱]

۱۹: ''جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے بجالاؤ'' [بخاری: ۷۲۸۸، مسلم: ۱۳۳۷]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

۲۰: نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ [بخاری: ۶۳۱]

۲۱: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہماری طرح نماز پڑھی۔ ہمارے قبلہ کا رخ کیا۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلمان ہے۔ [بخاری: ۳۹۱] ایک دوسری روایت میں ہے۔

۲۲: '' مجھے اللہ نے حکم دیا کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں جب تک لوگ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیں۔ اور ہماری طرح نماز پڑھیں۔ [بخاری ۳۹۲]

۲۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑلو''

[ابوداود: ۴۶۰۷، الترمذی: ۲۶۷۶ وقال: حسن صحیح وصححہ ابن حبان: ۱۰۲ والحاکم ۱/۹۵، ۹۶ ووافقہ الذھبی]

۲۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے وہ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے اور تمہارے آباواجداد نے نہیں سنا ہوگا۔ لہذا ان سے اپنے آپ کو بچانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔ [مسلم: ۷]

محترم بھائیو، بزرگو! اپنی نمازوں کی اصلاح کیجیے اور امام الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ''نماز محمدی'' کو سینے سے لگائیں۔ اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

۲۵: ''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگا'' [الاحزاب: ۷۱]

ورنہ یاد رکھیں ''قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے'' بخاری: ۳۶۸۸ مسلم: ۲۶۳۹

وما علينا إلا البلاغ

حافظ شیر محمد

اولاد سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے نواسے) حسن (بن علی رضی اللہ عنہما) کا بوسہ لے رہے تھے تو اقرع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دس لڑکے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۹۷ و صحیح مسلم: ۲۳۱۸/۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو (گود میں) لیا اور اس کا بوسہ لیا (اور پیار سے) اس کی خوشبو لی (صحیح البخاری: ۱۳۰۳ و صحیح مسلم: ۲۳۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور کہا: کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ (صحیح البخاری: ۵۹۹۸ و صحیح مسلم: ۲۳۱۷)

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ کھانے کی ایک دعوت پر جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ (راستے میں) ایک گلی میں (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بازو پھیلا لیے۔ (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہنساتے ہوئے انہیں (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو) پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا۔ آپ نے (معانقہ کرتے ہوئے) اُن کا بوسہ لیا اور فرمایا:

'' حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ ، اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْناً، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ''

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک (جلیل القدر) نواسا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۴ و إسنادہ حسن وحسنہ الترمذی: ۳۷۷۵ وصححہ ابن حبان، موارد الظمآن: ۲۲۴۰ والحاکم ۳/۱۷۷ والذہبي وقال البوصیري: ''ھذا إسناد حسن رجالہ ثقات''/تسہیل الحاجۃ فی التعلیق علی سنن ابن ماجہ لشیخنا حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ص۱۰، وحسنہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ اٹھ کر اس کے پاس جاتے اور اُن (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے (سنن ابی داوٗد: ۵۲۱۷ و إسنادہ حسن وحسنہ الترمذی: ۳۸۷۲)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں (یعنی بچوں) پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہل حق) عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں (یعنی اہلِ حق میں) سے نہیں ہے۔ (مشکل الآثار ۲/۱۳۳ ح ۱۸۵، الحدیث: ۴ص ۴۵)

ان احادیث اور دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیاوی سہولتیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے۔ انہیں قرآن وحدیث اور تمام بہترین اخلاق سکھانے چاہئیں ۔ توحید وسنت کی دعوت اور سنتِ مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَاراً﴾

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچالو (سورۃ التحریم: ۶)

كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور اس کی زیرِ نگرانی لوگوں کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا (البخاری: ۸۹۳ ومسلم: ۱۸۲۹) کی رو سے ہر آدمی سے اس کی اہل و اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ والدین اور ان کی اولاد دونوں کو کتاب وسنت کا متبع اور نیک بنا دے۔ آمین